Postal Reg. No. L/P/GDP-1 DEC 2006

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 55

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 10-9

شرح چندہ
سالانہ 250 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

1.8 صفر 1427 ہجری 2.9 امان 1385 ہش 2.9 مارچ 2006

اخبار احمدیہ

قادیان 4 مارچ (مسلم ٹی وی احمدیہ انٹرنیشنل)

سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بفضلہٖ تعالیٰ خیرو عافیت سے ہیں الحمد للہ۔ کل حضور نے مسجد بیت الفتوح لندن میں بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے چند حسین پہلو بیان فرمائے۔

احباب حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

آنحضرت ﷺ کی روحانی اولاد اور روحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔

آئندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور اسی حالت میں مل سکتی ہے جب وہ آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع میں کھویا جاوے اور فنافی الرسول کا درجہ حاصل کرلے

اس لئے ضرور ہے کہ آنے والا مسیح اسی امت سے ہو اور وہ آنحضرت ﷺ سے برکت اور تعلیم پائے۔

......﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾......

"اصل بات یہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کا عظیم الشان کمال اور آپ کی قوت قدسیہ کا زبردست اثر بیان کرتا ہے کہ آپ کی روحانی اولاد اور روحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آئندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور اسی حالت میں مل سکتی ہے جب وہ آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع میں کھویا جاوے اور فنافی الرسول کا درجہ حاصل کرلے۔ بدوں اس کے نہیں۔ اور اگر اس کے سوا کوئی شخص ادعائے نبوت کرے تو وہ کذاب ہوگا۔ اس لئے نبوت مستقلہ کا دروازہ بند ہو گیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرت ﷺ کی اتباع اور ورزش شریعت اور فنافی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب شریعت نہیں ہو سکتا۔ ہاں فنافی الرسول اور آپ کے امتی اور کامل متبعین کے لئے یہ دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ اسی لئے براہین میں یہ الہام درج ہے کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم و تعلم

یعنی یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف جو مجھے دیا گیا ہے یہ محض آنحضرت ﷺ کی اتباع کا طفیل ہے۔ اور اسی لئے یہ آپ ہی سے ظہور میں آرہے ہیں۔ جس قدر تاثیرات اور برکات و انوار ہیں وہ آپ ہی کے ہیں۔

اب حضرت عیسیٰ کے لئے تم خود فتویٰ دو کہ اس کے متعلق تم کیا سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو۔ کیا یہ مانتے ہو کہ اس کو جو کچھ دیا جائے گا وہ آنحضرت ﷺ کا ایک امتی ہونے اور آپ کی کامل اتباع کی وجہ سے نصیب ہوگا یا پہلے سے انہیں دیا گیا ہے؟

یہ مانتے ہیں کہ وہ توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا متبع تھا۔ پھر یہ تو توریت کا فخر ہوا نہ کہ قرآن مجید کا۔ پھر کیسی بیہودگی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھا جاوے جو آنحضرت ﷺ اور قرآن مجید کی ہتک شان کا موجب ہے۔ اس لئے یہ ضرور ہے کہ آنے والا مسیح اسی امت سے ہو اور وہ آنحضرت ﷺ سے برکت اور تعلیم پائے اور آپ ہی کے فیض اور ہدایت سے روشنی حاصل کرے۔

میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے مخالف اس موقعہ پر چالاکی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آنے والا عیسیٰ امتی ہوگا یہ مصیبت انہیں بخاری اور مسلم سے آئی کیونکہ اس میں امامکم منکم اور امکم منکم لکھا ہوا ہے۔ اس لیے حضرت عیسیٰ کو امتی بناتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ امتی تو وہ ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی ہدایت کے بغیر گمراہ تھا۔ جو رشد اور ہدایت اس نے پائی وہ آنحضرت ﷺ کی اتباع اور تعلیم سے پائی۔ مگر یہ وہ تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے گمراہ تھے اور اب بھی گمراہ ہیں۔ جس وقت آئیں گے اس وقت آپ کی ہدایت اور تعلیم پر عمل کرنے سے وہ درجہ اور عزت انہیں ملے گی۔ پھر امامکم منکم کا مفہوم اس صورت میں تو درست نہ ٹھہرا۔

افسوس کا مقام ہے کہ ان لوگوں نے قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات پر غور کرنا چھوڑ دیا ہے اور جو حکم ہو کر آیا تھا اس کا انکار کر دیا۔ پھر ان کو سمجھ آوے تو کیونکر امامکم منکم صاف طور پر یہی ظاہر کرتا تھا کہ آنے والا امام تم میں سے ہی ہوگا۔ مگر یہ اس پر راضی نہیں ہوتے۔ یہ امت کو شر الامم اور یہودی بنا کر تو خوش ہو جاتے ہیں لیکن مسیح اور امام کا آنا اس امت سے تسلیم نہیں کرتے۔ اب یا تو حضرت مسیح کی نسبت یہ اقرار کریں کہ وہ گمراہ ہیں (معاذ اللہ) جیسا کہ عیسائیوں نے اقرار کر لیا کہ وہ ملعون ہیں (نعوذ باللہ) عیسائیوں نے لعنتی تو ان کو کہہ دیا مگر لعنت کے مفہوم سے بے خبر ہیں۔ اگر انکو پہلے خبر ہوتی کہ لعنت کا یہ مفہوم ہے تو کبھی نہ کہتے۔ میں نے فتح مسیح کو لکھا کہ لعنت کا مفہوم تو یہ ہے کہ ملعون راندۂ درگاہ ہو اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو اور شیطان سے جاملے۔ اب بتاؤ کہ تم مسیح کے لئے یہ لفظ تجویز کرتے ہو؟ تو آخر وہ جواب نہ لکھ سکا۔ اور حقیقت میں اس کا جواب ہے ہی نہیں۔ انہوں نے غلطی سے لعنت کے مفہوم سے بے خبر رہ کر یہ لفظ ان کے لئے تراش لیا۔ اب جو خبر ہوئی تو فکر پڑی کہ کیا کیا جاوے۔

اسی طرح پر اگر یہ لوگ امتی کے مفہوم پر نظر ڈالیں اور غور کریں تو غلطی نہ کھائیں۔ کیونکہ امتی کے معنے یہی ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے فیضان و برکات سے مستفیض ہو اور ترقی کرے لیکن جس کے لئے یہ کہتے ہیں وہ تو پہلے ہی پیغمبر ہے۔ اس کو کونسا موقعہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے استفاضہ کرے"

(ملفوظات جلد چہارم ص ۴۳۰-۴۳۲ جدید ایڈیشن)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خوشیوں کی برسات!

---((4))---

قادیان میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کم و بیش ایک ماہ تک رہے حضور اقدس کی تشریف آوری 15 دسمبر 2005ء کو ہوئی اور روانگی برائے دہلی 17 جنوری 2006 کو ہوئی۔ حضور انور نے اس ایک ماہ میں قادیان کے احمدی احباب اور غیر مسلم احباب کو اور سرکاری افسران کو شرف ملاقات عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ جماعتی انتظامیہ کے تمام بنیادی ڈھانچوں سے میٹنگ کر کے ہر شعبے میں اصلاح کی طرف توجہ دلائی اور ہر شعبے کو ترقیات کی منازل کی طرف جانے کے احکام صادر فرمائے۔

22 دسمبر کو حضور انور نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔

29 دسمبر کو مجلس شوریٰ بھارت منعقدہ مسجد اقصیٰ میں شرکت فرمائی اور شوریٰ کے متعلق نہایت زریں ہدایات سے نوازا۔

31 دسمبر کو بھارت کے واقفین نو اور واقفات نو سے میٹنگ فرمائی۔

یکم جنوری اور 2 جنوری کو قادیان کے مختلف ادارہ جات کا معائنہ فرمایا۔ 2 جنوری کو ہی حضور نے تعمیراتی کمیٹی سے میٹنگ فرمائی 2 جنوری کو ہی بھارت کے مربیان کے ساتھ میٹنگ فرمائی۔

4 جنوری کو ممبران صدر انجمن احمدیہ ربوہ ممبران تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ اور ممبران مجلس وقف جدید ربوہ سے میٹنگ کی۔

5 جنوری کو قادیان کے واقفین نو اور واقفات نو سے میٹنگ فرمائی۔

7 جنوری کو مجلس عاملہ انصار اللہ بھارت، مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ بھارت اور مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت کو ہدایات سے نوازا۔

9 جنوری کو صدر انجمن احمدیہ قادیان، تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان اور وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان کے مشترکہ اجلاس کی صدارت فرمائی۔

12 جنوری کو جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کے اساتذہ و طلباء کو ہدایات سے نوازا۔

14 جنوری کو لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور قیمتی نصائح فرمائیں۔

اس طرح ایک ماہ کے دورہ میں نصف وقت حضور اقدس نے انتظامی معاملات کو دیکھنے پر کھنے ان کی اصلاح کرنے اور ان کے متعلق ترقیاتی منصوبے ارشاد فرمانے میں گزارا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور اقدس قادیان کے تمام اداروں کو اس وقت اس قدر بھرپور لائحہ عمل عطا فرما گئے ہیں کہ اگر یہ تمام شعبے ان تمام ہدایات پر دُعائیں کرتے ہوئے دل و جان سے عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آنے والے دنوں میں ہم تیز قدموں سے پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے میناروں پر چڑھنے شروع ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ و باللہ التوفیق۔

اس موقع پر خاکسار عرض کرتا ہے کہ ان میں سے بعض میٹنگز میں خاکسار کو بھی شرکت کی توفیق ملی ہے۔

خاکسار اپنے مشاہدہ کی بناء پر عرض کرتا ہے کہ حضور ایک طرف تو مبلغین و معلمین کرام اور جامعہ احمدیہ و جامعۃ المبشرین کے واقفین زندگی سے بے حد محبت کرتے ہیں حضور اقدس کے دل میں یہ شدید تمنا ہے کہ کسی طرح واقفین زندگی کا طبقہ جماعت کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کیلئے صد فیصد مخلص اور وفادار ہو جائے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خاکسار نے سنا ہے کہ مبلغین کرام کے ساتھ میٹنگ میں بھی حضور کے یہی جذبات رہے اور پھر 12 جنوری کو حضور نے جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کے طلباء و اساتذہ کے ساتھ جو میٹنگ فرمائی اس میں بھی یہی منظر دیکھنے کو ملا کہ حضور اقدس نے آخری کلاس کے تمام طلباء سے ایک ایک کر کے ملاقات فرمائی ہر ایک سے نہایت تڑپ اور درد کے ساتھ سوالات پوچھے اس وقت صاف محسوس ہو رہا تھا۔ گویا حضور کے قلب مبارک میں یہ تمنا اُچھل رہی ہے کہ کسی طرح یہ طلباء سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقصد کو سمجھنے والے بن جائیں۔ جس کیلئے حضور علیہ السلام نے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔

یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تصرف الٰہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جامعہ احمدیہ کے قیام کے ٹھیک سو سال بعد قادیان میں موجود تھے اور حضور انور نے 12 جنوری 2006 کو جامعہ احمدیہ کی صد سالہ تقریب کے افتتاحی اجلاس سے بھی خطاب فرمایا مدرسہ احمدیہ قادیان کے ایک تو وہ اساتذہ و طلباء نہایت خوش قسمت تھے جو سو سال پہلے 1906ء میں مدرسہ احمدیہ کے افتتاح کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں موجود تھے اور آج ٹھیک سو سال بعد جب جامعہ احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کی افتتاحی تقریب منائی گئی تو موجودہ اساتذہ و طلبا بھی نہایت خوش قسمت ہیں کہ خلیفۃ اللہ کی موجودگی میں ان کی دُعاؤں کے ساتھ انہوں نے آئندہ سو سال کی شروعات کی اس موقع پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں بھی فرمایا کہ سو سال بعد اساتذہ و طلباء میں ایک نیا جوش نظر آنا چاہئے اس موقع پر ہم ادارہ بدر کی جانب سے جامعہ احمدیہ و جامعۃ المبشرین کے اساتذہ و طلباء کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام

باقی صفحہ نمبر (19) پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام دشمنی کی انتہا

---((2))---

دنیا میں کارٹونوں کی شروعات کب سے ہوئی یہ تو ہم نہیں جانتے لیکن اتنا ضرور جانتے ہیں کہ کارٹون کے بنانے کا مقصد مبالغہ آمیزی کے رنگ میں کسی کا مذاق اُڑانا یا توہین کرنا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں مخالف کی توہین بھی ہو جائے اور دیکھنے والوں کو سامان تفریح بھی مہیا ہو جائے علاوہ اس کے کارٹون بچوں کی خاطر بھی بنائے جاتے ہیں اور ایک مقصد ان سے اشتہار بازی کا بھی حاصل کیا جاتا ہے۔ بہر حال آپ کچھ بھی کہہ لیں کسی بھی مذہب کی مقدس شخصیت کیلئے اور وہ بھی ایسی شخصیت جو اس قوم کے دل و دماغ پر حکومت کرتی ہے مذاق کی خاطر اس کا کارٹون بنانا نہایت سنگین ہے۔ اس کو پریس کی آزادی کہنا نہ صرف سراسر بے وقوفی ہوگا بلکہ یہ بات پریس کے نام پر ایک بدنما داغ کہلائے گی۔ چنانچہ آج بھی آپ دیکھ لیں یورپین ممالک میں جنگ عظیم دوم کے موقع پر یہودیوں پر کئے گئے مظالم کے تذکرے کو اور کارٹونوں میں ان کے اُچھالنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور وہاں کے پریس پر اس سلسلہ میں سخت روک ہے اور کوئی بھی وہاں اس کو پریس کی آزادی پر روک کہہ کر احتجاج نہیں کرتا وجہ یہی ہے کہ اس کے نتیجہ میں یہودیوں کے دل دکھتے ہیں اور پھر اس سے فساد کے پھیلنے کا بھی خطرہ ہے۔ پس جب ایک قوم کی عزت اور اس کے وقار کا اتنا خیال ہے۔ جی ہاں وہ قوم جس نے اپنے دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت مخالفت و توہین کی اور ان سے دشمنی کی انتہا کر دی اُن کو صلیب پر لٹکایا ان کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا ان کے منہ پر تھوکا ان کو ولد الحرام قرار دیا ان کی ماں کو زانیہ کہا ان کے کارٹون بنانا تو منع ہے لیکن وہ شخص جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کی عزت قائم کی اور انہیں ایک عظیم مقام بخشا اس کے توہین آمیز کارٹونوں کو پریس کی آزادی سے تعبیر کیا جائے یہ نہ صرف اسلام سے بدترین دشمنی کا ثبوت ہے بلکہ حد درجہ کی احسان فراموشی بھی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یورپ کے عیسائی اسلام کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے بلکہ ان کے پادری یہ محسوس کرتے ہیں کہ جب تک اپنے میڈیا کے ذریعہ اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام نہ کیا گیا ان کی توہین نہ کی گئی تو ایک روز اسلام سارے ممالک پر حاوی پڑ جائے گا۔ لوگ بائیبل کے مقابلہ پر قرآن مجید کی تعلیمات کو قبول کر لیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو ترجیح دیکر اُنہیں اپنا لیں گے۔ بس یہی وجہ ہے کہ وہ اسلام دشمنی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھنا چاہتے اور چاہتے ہیں کہ ہر طرح سے اسلام کو بدنام کرنے کی مذموم کوشش کی جائے۔ اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں ان لوگوں کو دور حاضر کے بعض مسلمانوں کے اپنے غلط عقائد و خیالات اور ان کی عملی کاوشوں کی تائید بھی حاصل ہو گئی ہے ایسے مسلمان علماء جو قرآن و حدیث کی تعلیم کے برخلاف بلا وجہ کفار سے جہاد کرنے اور ان کے قتل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں جو عورتوں پر قرآنی تعلیم کے خلاف ظلم و ستم کو جائز رکھتے ہیں ایسے علماء کے بیانات اور عملی اقدام ان عیسائیوں کے مدد و معاون ہیں پس وہ دن رات اپنے مضبوط میڈیا کے ذریعہ اسلام کو بدنام کرنے کی سازشیں رچتے رہتے ہیں اور مسلمان صرف اپنے ہی ملکوں میں مظاہرے کرنے اور توڑ پھوڑ کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔

پادریوں اور یورپ کے سیاستدانوں کی اس اسلام دُشمنی کی کارروائیوں میں وہاں کے عوام کا مزاج بھی ان کا معاون و مددگار ہے حقیقت یہ ہے کہ یورپ کے لوگوں میں اب بزرگوں کی عزت و احترام کا معیار دن بدن گھٹتا جا رہا ہے جو لوگ بالغ ہونے کے بعد اپنے ماں باپ کی عزت و تکریم کے نہ صرف یہ کہ عادی نہیں ہیں بلکہ اگر والدین ان کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کریں تو انہیں تھانے کے چکر لگانے پڑتے ہیں اور وہی والدین جب بوڑھے ہو جائیں تو انہیں گورنمنٹ کی طرف سے بنائے گئے بوڑھوں کی اجتماعی رہائش گاہوں میں داخل کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے بھلا کیا توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ کسی کے قابل احترام بزرگ کی عزت کریں گے اور اگر کوئی اس کی توہین کرے تو وہ اس توہین کے خلاف آواز اُٹھائیں گے نتیجہ اس کا یہ ہے کہ یورپ کے نوجوانوں کے ذہن یہ بات ماننے کیلئے تیار ہی نہیں ہو رہے کہ یہ کسی کی توہین کا سوال ہے الٹا ان کی تربیت اس رنگ میں کی جا رہی ہے کہ مسلمان ظالم ہیں وہ پریس کی آزادی پر روک بن رہے ہیں اور آزادی پریس کے مخالف بن کر اپنے ہی ممالک میں توڑ پھوڑ اور تخریب کاریوں میں مصروف ہیں نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ ظلم بھی انہی لوگوں کی طرف سے شروع ہوتا ہے اور وہی لوگ مظلوم کو ظالم بنا کر پیش کر دیتے ہیں۔ عجیب دجالیت ہے۔ یہ دجالیت نہیں تو اور کیا ہے اور اگر اس قوم کو دجال نہیں کہا جائے گا تو پھر کیا کہا جائے گا خدا جانے ہمارے مسلمان بھائی اور کون سے دجال کے انتظار میں آنکھیں بچھائے بیٹھے ہیں۔

ایک اور وجہ عیسائیوں کے اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ توہین کرنے کی یہ بھی ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمان چاہتے ہوئے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے وہ جانتے ہیں کہ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون بنا سکتے ہیں کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے نہیں ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ماننا چونکہ مسلمانوں کے ایمان کا جز ہے اس لئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نہیں کر سکیں گے بس یہی وہ چیز ہے جو ان کو کھل کر اسلام دشمنی کا موقع فراہم کرتی ہے مثال کے طور پر ہم آج کے دور کے کٹر اور منہ پھٹ غیر احمدی علماء

باقی صفحہ نمبر (19) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں مسیح موعودؑ کے زمانہ کی نشانیاں موجود ہیں۔ جب یہ نشانیاں پوری ہو چکی ہیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ مسیح موعود کا زمانہ ہی ہے۔

ایک وقت تک تمام علماء اس بات پر متفق تھے کہ مسیح ومہدی کا ظہور چودھویں صدی میں ہوگا۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 03 رفروری 2006ء بمطابق 03 رتبلیغ 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

﴿مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ۔ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل:16)

گزشتہ جمعہ کو مَیں نے زلزلوں، تباہیوں اور آفتوں کے حوالے سے بات کی تھی اور بتایا تھا کہ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں جو زلزلہ آیا اس پر لوگوں نے بہت سارے سوال اٹھائے اور اس ضمن میں بعض سوال ایک اخبار نے علماء کے سامنے رکھے۔ ان سوالوں کے جواب میں تقریباً تمام علماء نے، جیسا کہ آپ نے سنا تھا، یہ تو تسلیم کیا کہ جو آفات آ رہی ہیں یہ گناہوں کی زیادتی اور خدا تعالیٰ کے حکموں سے دور ہٹنے کی وجہ سے ہیں اور سزائیں یا عذاب ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی انہوں نے کہا کہ اس کا حضرت عیسیٰ ؑ کی آمد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ سوال کرنے والے نے یہ بھی سوال کیا تھا۔ اور علماء اس کے لئے اب عام طور پر یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ آنا تو قرب قیامت کے وقت ہے اور ابھی تو اس طرف سفر شروع ہوا ہے۔ کوئی کچھ عرصہ بتاتا ہے اور کوئی کچھ۔ اور ایک عالم نے تو بڑے معیّن کر کے سات سو کچھ سال کا عرصہ بتایا ہے کہ ابھی وقت ہے عیسیٰ کے آنے میں۔ منہ سے ہی کہنا ہے نا، کونسی کسی نے ان کی باتوں پر تحقیق کرنی ہے۔

پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ گو مسیح ومہدی نے چودہویں صدی میں آنا ہے لیکن ابھی نہیں آیا اور ابھی چودہویں صدی ختم نہیں ہوئی، بڑا عرصہ پڑا ہے اس کے ختم ہونے میں۔ پھر چودہویں صدی بھی ختم ہو گئی۔ بعض جاہل مولویوں نے تو (ویسے تو سارے ہی جاہل ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا) کہا کہ چودہویں صدی لمبی ہو گئی ہے ابھی ختم ہی نہیں ہو رہی۔ پھر شاید کسی نے سمجھایا کہ یہ کیا جہالت کی باتیں کرتے ہو۔ پھر کچھ نام نہاد پروفیسروں اور ڈاکٹر علماء کو بھی اپنی علمیت کے اظہار کرنے کا موقع ملا، لوگوں کو اکٹھا کرنے کا موقع ملا۔ تو انہوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ مسیح ومہدی کی آمد تو قرب قیامت کی نشانی ہے اس لئے ابھی وقت نہیں آیا جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا۔ اور بعض عرب علماء نے اپنے پہلے نظریہ کے خلاف یہ تو تسلیم کر لیا اور یہ بات مان لی کہ حضرت عیسیٰ ؑ کی وفات ہو چکی ہے اور ساتھ یہ بھی کہنے لگ گئے کہ مسیح کی آمد ثانی کی جو احادیث ہیں وہ ساری غلط ہیں، اب کسی نے نہیں آنا۔ اور یہ کہ ہم جو علماء ہیں یا بعض ملکوں میں علماء کے ادارے ہیں دین کی تجدید کرنے کے لئے یہی کافی ہیں۔ بہرحال اس کو غلط ثابت کرنے کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی لیکن ہٹ دھرمی ہے۔ اور پھر انہوں نے جماعت کے خلاف جھوٹے فتووں کی بھرمار کر دی۔ بعض فتوے دینے والوں نے تو ہماری طرف ایسی باتیں منسوب کیں، ایسی تعلیم منسوب کی جس کا ہماری تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے، کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اور یہ فتوے صرف مسلمانوں میں احمدیوں کے خلاف نفرت اور فساد پھیلانے کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔ اور ان باتوں پہ جو ہماری طرف منسوب کی گئی ہیں ان پر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں صرف اتنا ہی کہتے ہیں بلکہ یہی دعا ہے کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَالْفَاسِقِيْنَ۔ اور ان فتوے دینے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

ابھی پچھلے دنوں دو نئے فتوے بھی جاری ہوئے ہیں۔ لیکن عام مسلمانوں سے ہمارے دل میں جو ہمدردی ہے اور جو پیغام ان تک پہنچانا ہمارے سپرد ہے یا جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے مَیں مسیح ومہدی کی بعثت کے بارے میں کچھ کہوں گا کہ آیا آنے کا یہ وقت اور زمانہ ہے یا نہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ ایک وقت تک تمام علماء اس بات پر متفق تھے کہ مسیح ومہدی کا ظہور چودہویں صدی میں ہوگا یا اس کے قریب ہوگا اور تمام پرانے ائمہ اور اولیاء اور علماء اس بات کی خبر دیتے آئے کہ یہ زمانہ جو آنے والا ہے مسیح ومہدی کے ظہور کا ہوگا اور جو اس زمانے کے لوگ تھے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے یا قریب زمانے کے وہ تو مسلمانوں کے حالات دیکھ کر اس یقین پر قائم تھے کہ عنقریب مسیح ومہدی کا ظہور ہوگا۔ اس زمانے میں جن لوگوں کو دین کا درد تھا خدا سے دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی اس ڈوبتی کشتی کو سنبھال لے۔ بہرحال ان خبر دینے والوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل کے حالات پیش کرنے والوں کے حوالے مَیں پیش کرتا ہوں جو کہ جماعت احمدیہ سو سال سے زائد عرصے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے پیش کر رہی ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی یہ باتیں پیش کی ہیں، سامنے رکھی ہیں۔ لیکن کیونکہ اب پھر لوگ یہ سوال اٹھا رہے ہیں اس لئے میں دوبارہ اس کا ذکر کر رہا ہوں اور ہمیں تو کرتے بھی رہنا چاہئے، پیغام پہنچانے کے لئے ضروری بھی ہے تاکہ جماعت میں بھی پیغام پہنچانے کی طرف تیزی پیدا ہو، اور لوگوں پر بھی واضح ہو، کیونکہ اب خدا تعالیٰ نے ہمیں ایسے ذرائع میسر فرما دیئے ہیں جس کے ذریعہ سے غیروں کی بہت بڑی تعداد کسی نہ کسی طریقے سے پیغام سن لیتی ہے۔

تو بہرحال پہلا حوالہ ہے حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ وہ چھٹی صدی ہجری کے صاحب کرامات بزرگ ہیں، ایک فارسی قصیدے میں فرماتے ہیں۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ بارہ سو سال گزرنے کے بعد عجیب نشان ظاہر ہوں گے اور مہدی اور مسیح ظاہر ہوں گے۔

(اربعین فی احوال المہدیین ۔محمد اسماعیل شہید)

پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جن کی وفات 1176 ہجری میں ہوئی فرماتے ہیں کہ میرے ربّ نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدی ظاہر ہونے کو ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اسی طرح (یہ بات ان کی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں چھپی ہوئی ہے) آپ نے امام مہدی کی تاریخ ظہور لفظ چراغ دین میں بیان فرمائی ہے جس کے حروف ابجد 1268 بنتے ہیں۔ (حجج الکرامہ صفحہ نمبر 394)۔

پھر نواب صدیق حسن خان صاحب کے بیٹے نواب نور الحسن خان، گو ماننے والے تو نہیں لیکن انہوں نے بھی حضرت امام جعفر صادق ؒ سے مروی یہ بات کی ہے کہ امام مہدی سَن 200 میں نکل کھڑے ہوں گے یعنی بعد 1000 ہجری کے بارہویں صدی میں۔ پھر خود ہی کہتے ہیں کہ مَیں کہتا ہوں کہ اس حساب سے مہدی کا ظہور شروع تیرہویں صدی پر ہونا چاہئے۔ مگر یہ صدی پوری گزر گئی مہدی نہ آئے۔ اب چودہویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے اس صدی کے اس کتاب کے لکھنے تک چھ مہینے گزر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائے۔ (اقتراب الساعة صفحہ 221) دعا تو یہ کرتے ہیں لیکن مانتے نہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ نزول مسیح میں کوئی شخص چودہویں صدی سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ یعنی جو تمام باتیں اور خبریں اور مکاشفات ہیں چودہویں صدی کی خبر دیتی ہیں۔ فرمایا کہ ترقی قمر بھی 14 تک ہی معلوم ہوتی ہے جیسے قرآن شریف میں

ہے ﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾ (یسین:40)۔

(البدر جلد 1 نمبر5، 6 مورخہ 28/ نومبر و 5/ دسمبر 1902ء صفحہ 39)

پھر ایک مولانا ہیں سید ابوالحسن علی ندوی معتمد تعلیم دار العلوم ندوۃ العلماء۔ یہ ماننے والوں میں سے تو نہیں ہیں بلکہ ہمارے خلاف ہی ہیں لیکن حالات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ''مسلمانوں پر عام طور پر یاس وناامیدی حالات وماحول سے شکست خوردگی کا عالم تھا۔ 1857ء کی جدوجہد کے انجام اور مختلف دینی وعسکری تحریکوں کو دیکھ کر معتدل اور معمولی ذرائع اور طریقہ کار سے انقلاب حال اور اصلاح سے لوگ مایوس ہو چلے تھے اور عوام کی بڑی تعداد کسی مردغیب کے ظہور اور ملہم اور مؤید من اللہ کی آمد کی منتظر تھی۔ کہیں کہیں یہ خیال بھی ظاہر کیا جاتا تھا کہ تیرہویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا ظہور ضروری ہے۔ مجلسوں میں زمانہ آخر کے فتنوں اور واقعات کا چرچا تھا''۔ (قادیانیت صفحہ 17 از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ مکتبہ دینیات 134 شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ طبع اول 1959)

تو یہ بات ثابت کردی ہے، اپنی باتوں سے کہہ گئے اور لوگ بھی مانتے تھے کہ مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے لیکن جب دعویٰ ہوا ماننے کو تیار نہیں تھے۔

پھر یہ لکھتے ہیں کہ ''عالم اسلام مختلف دینی واخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا۔ اس کے چہرے کا سب سے بڑا داغ وہ شرک جلی تھا جو اس کے گوشے گوشے میں پایا جاتا تھا۔ قبریں اور تعزیے بے محابا پج رہے تھے، غیر اللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات و توہمات کا دور دورہ تھا۔ یہ صورتحال ایک ایسے دینی مصلح اور داعی کا تقاضا کر رہی تھی جو اسلامی معاشرے کے اندر جاہلیت کے اثرات کا مقابلہ اور مسلمانوں کے گھروں میں اس کا تعاقب کرے۔ جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید وسنت کی دعوت دے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ کا نعرہ بلند کرے۔ (قادیانیت صفحہ 219 از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ مکتبہ دینیات 134 شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ طبع اول 1959)

یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور اس زمانے میں سارون نے تسلیم کیا اور اب بھی اس قسم کی باتوں کو سارے تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے ہیں مسیح کی ضرورت نہیں اور یہ کہ مہدی یا مسیح کا ابھی وقت نہیں آیا۔ یعنی جس دین کو خدا تعالیٰ نے آخری اور مکمل دین بنا کر بھیجا تھا اس کی انتہائی کسمپرسی کی حالت تھی لیکن خدا تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں تھی کہ اس کے دین کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اپنے وعدوں کے خلاف نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ چل رہا تھا اور جس مسیح ومہدی کو اپنے وعدوں کے مطابق اس نے مبعوث کرنا تھا وہ نہیں کر رہا تھا۔

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی علامات کا ظہور 200 سال کے بعد ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب الآیات)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا یہ معنی بھی ہے کہ ہزار سال کے بعد دوسو سال۔ یعنی 1200 سال گزرنے کے بعد علامات مکمل طور پر ظاہر ہوں گے اور وہی زمانہ مہدی کے ظہور کا زمانہ ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح)

تو یہ تو ان ساری باتوں سے ثابت ہو گیا کہ ظہور کا زمانہ وہی تھا جس کے بارے میں ہم کہتے ہیں نہ کہ وہ جس کی آجکل کے علماء تشریح کرتے ہیں کہ ابھی اتنے سو سال پڑے ہیں یا اتنے سو سال پڑے ہیں۔ ان باتوں سے جو میں نے مختلف ائمہ کی پڑھی ہیں اور شاہ ولی اللہ کا اقتباس، اس سے ہم نے دیکھ لیا کہ ان سب نے مسیح ومہدی کے آنے کا وقت 12ویں صدی کے بعد کا کوئی زمانہ بتایا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ 19ویں صدی میں یا 20ویں صدی میں یا فلاں وقت میں آنا ہے۔ ہر جگہ 12ویں صدی کا ذکر ہے۔ اور جب 12ویں صدی کا ذکر ہے تو اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ کم وبیش اسی زمانے میں مبعوث ہونا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو 12ویں صدی کے مجدد تھے انہوں نے تو اور بھی معین کر دیا ہے یعنی 1268۔ اور یہ کم وبیش وہی زمانہ بنتا ہے جس زمانے میں مسیح موعودؑ کے ظہور کی توقع کی جا رہی تھی۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ (سورۃ الجمعۃ:5) کے حوالے سے ایک اور نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے اعداد 1275 بنتے ہیں یعنی جس شخص نے آخرین کو پہلوں سے ملانا ہے یا ملانا تھا اُس کو اسی زمانے میں ہونا چاہئے تھا جس کے بارے میں سب توقع کر رہے تھے اور جس کی ضرورت بھی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہی وہ سال بنتے ہیں جب میں روحانی لحاظ سے اپنی بلوغت کی عمر کو تھا اور اللہ تعالیٰ مجھے تیار کر رہا تھا۔

پس یہ ساری باتیں اتفاقی نہیں ہیں۔ ان علماء کو اگر وہ حقیقت میں علماء ہیں غور کرنا چاہئے سوچنا چاہئے کہ یہ پرانے بزرگوں کی بتائی ہوئی خبریں ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں قرآن کریم نے بھی مسیح کے آنے کی کچھ نشانیاں بتائی ہیں۔ ان پر غور کریں اور یہ کہہ کر عوام کو گمراہ نہ کریں کہ ان ساری باتوں کا، ان آفات کا مسیح کی آمد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مسیح کی آمد کے زمانے کے تعین کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن وحدیث سے جو ثابت کیا ہے وہ بات میں بتاتا ہوں لیکن اس سے پہلے ایک حدیث بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے پتہ چلے گا کہ آجکل کے علماء جس قسم کے جواب دے رہے ہیں ان سے یہی توقع کی جا سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے یکدم نہیں چھینے گا بلکہ عالموں کی وفات کے ذریعے علم ختم ہوگا جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ انتہائی جاہل اشخاص کو اپنا سردار بنالیں گے۔ اور ان سے جا کر مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم)

اس حدیث سے علماء وقت جنہوں نے ابھی تک مسلمانوں کو غلط رہنمائی کر کے مسیح ومہدی کی تلاش سے دور رکھا ہوا ہے، اس کو پہچاننے سے دُور رکھا ہوا ہے یا جو دُور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا حال تو حدیث میں ظاہر ہو گیا۔ لیکن ان کے اس حال کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے۔ پس یہ حال ان علماء کا دیکھ کر ہمیں خاموش نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ کوشش کر کے ہر مسلمان کو ان کا یہ حال بتانا چاہئے کہ انہوں نے تو اللہ ورسول کی بات نہ مان کر اس انجام کو پہنچنا ہے جہاں اللہ کی ناراضگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ لیکن اے مسلمانو! اگر تم اللہ کی رضا چاہتے ہو، دنیا، دین اور آخرت بچانا چاہتے ہو تو اس وقت اس زمانے کے حالات پر غور کرو اور تلاش کرو کہ یہ زمانہ کہیں مسیح موعود کا زمانہ تو نہیں ہے اور مسلمانوں کی یہ بے چارگی کی حالت اور یہ آفات وغیرہ بے وجہ کی دلوں کی سختی کا نتیجہ تو نہیں ہے۔ بہر حال جیسا کہ میں نے کہا تھا اس زمانے میں مسیح موعود کی آمد کے بارے میں حدیث میں اور قرآن میں نشانیاں بھی ملتی ہیں چند ایک کا میں حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے ذکر کروں گا۔ یہ تو ہم نے دیکھ لیا کہ بعد کے علماء نے بھی اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب کے زمانے کے تھے، انہوں نے بھی، سب نے یہ تسلیم کر لیا کہ اسلام کی اور مسلمانوں کی حالت نہایت ابتر ہے۔ لیکن ہم سے وعدہ تو جیسا کہ میں نے کہا، یہ تھا کہ ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھیجے گا جو ایمان کو واپس لے کر آئے گا۔ اس پر ابھی تک عمل نہیں ہوا۔ لیکن بہر حال یہ جو اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے کہ ابھی تک یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ نہیں آ رہا۔

جب یہ آیت اتری کہ ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ (سورۃ الجمعۃ:5) تو سوال کرنے والے کے سوال پر کہ یہ آخرین کون ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو ان میں سے ایک شخص اس کو واپس لائے گا۔ اب ایمان ثریا پر جانے کی باتیں تو یہ لوگ کرتے ہیں۔ لیکن پھر یہ کہتے ہیں کہ ابھی مسیح موعود کا زمانہ نہیں آیا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس بات پر ہی بات ختم نہیں کر دی بلکہ اور نشانیاں بھی بتائی ہیں جن سے آخری زمانے اور دجالی زمانے کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس بات کے ثبوت کے لئے یہ دراصل آخری زمانہ ہے۔ جس میں مسیح ظاہر ہونا چاہئے دو طور کے دلائل موجود ہیں، اول وہ آیات قرآنیہ اور آثار نبویہ جو قیامت کے قرب پر دلالت کرتے ہیں اور پورے ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پورے ہونے کے چند گھنٹے بعد قیامت آ جائے گی مطلب یہ کہ زمانہ اس طرف چل رہا ہے۔ فرمایا کہ جیسا کہ اونٹوں کی سواری کا موقوف ہو جانا جس کی تشریح آیت ﴿وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾ (التکویر:5) سے ظاہر ہے یعنی جب 10 ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔ فرمایا کہ دجالی زمانے کی علامات میں جبکہ ارضی علوم وفنون زمین سے نکالے جائیں گے۔ بعض ایجادات اور صنعات کو بطور نمونہ کے بیان فرمایا ہے۔ وہ ہے اس وقت اونٹنی بیکار ہو جائے گی اور اس کی کچھ قدر ومنزلت نہیں رہے گی۔ عِشَارُ حمل دار اونٹنی کو کہتے ہیں جو عربوں کی نگاہ میں بہت عزیز ہے اور ظاہر ہے قیامت کا اس سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ کیونکہ قیامت ایسی جگہ نہیں جہاں اونٹ اونٹنی کو ملے اور حمل ٹھہرے بلکہ یہ ریل کے نکلنے کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح آجکل دوسری سواریاں بھی ہیں۔ فرمایا: اور حمل دار ہونے کی اس لئے قید لگا دی کہ یہ قید دنیا کے واقعہ پر قرینہ ہو اور آخرت کی طرف ذرا بھی وہم نہ جائے۔ یعنی دنیا پر اس کا خیال کیا جائے نہ آخرت کی طرف جانے کا۔

پھر فرمایا: ﴿وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ (التکویر:8) اور جس وقت جانیں بہم ملائی جائیں گی۔ یہ تعلقات اقوام اور بلاد کی طرف اشارہ ہے، مطلب یہ ہے کہ آخری زمانے میں بباعث راستوں کے کھلنے اور انتظام ڈاک اور تار برقی کے تعلقات بنی آدم کے بڑھ جائیں گے۔ اب تو اور بھی ذرائع کھل گئے ہیں آمنے سامنے بیٹھ کر تصویروں سے بھی باتیں ہو جاتی ہیں، ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے۔ فرمایا: ایک قوم دوسری قوم کو ملے گی اور دُور دُور کے رشتے اور تجارتی اتحاد ہوں گے اور بلاد بعیدہ کے دوستانہ تعلقات بڑھ جائیں

گے۔ یہ پیشگوئی اس آخری زمانے کی ہے جو آئے روز ہم پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں جو نظر آتی ہے۔

فرمایا کہ: ”﴿وَاِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ﴾ (التکویر:2)۔ جس وقت سورج لپیٹا جائے گا یعنی سخت ظلمت جہالت اور معصیت کی دنیا پر طاری ہو جائے گی۔

﴿وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ﴾ (التکویر:8) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”یہ بھی میرے ہی لئے ہے۔ پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعے کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اور بھی بڑھا رہی ہیں کیونکہ اسباب تبلیغ جمع ہو رہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔ غرض اس قدر سامان تبلیغ کے جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں ہم کو نہیں ملتی۔

(الحکم جلد 6 نمبر 43 مورخہ 30/نومبر 1902ء صفحہ 1-2)

مَیں ﴿وَاِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ﴾ (التکویر:2) پر بات کر رہا تھا کہ فرمایا کہ سخت ظلمت، جہالت اور معصیت دنیا پر طاری ہو جائے گی۔ پھر فرمایا ﴿وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ﴾ (التکویر:3) اور جس وقت تارے گدلے ہو جائیں گے۔ یعنی علماء کا اخلاص جاتا رہے گا۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ یہ علماء اس قرآنی پیشگوئی کے مطابق اب نورِ اخلاص پا ہی نہیں سکتے جب تک مسیح و مہدی کے ساتھ تعلق نہ جوڑ لیں اور یہ تعلق یہ لوگ جوڑنا نہیں چاہتے۔ ان سے پہلے بھی اسی طرح انتظار کرتے کرتے خالی ہاتھ چلے گئے اور یہ بھی چلے جائیں گے۔ لیکن مسلم اُمّہ یہ یاد رکھے کہ ان کی ان باتوں میں آ کر اپنی دنیا و عاقبت خراب نہ کریں۔ اللہ کے حضور جب حاضر ہوں گے تو یہ جواب کام نہیں آئے گا کہ ہمارے علماء نے غلط رہنمائی کی تھی اس لئے ہمارے گناہ ان کے سر۔ یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں تو اللہ تعالیٰ نے صاف بتا دیا ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی پس سب کے لئے غور کرنے کا مقام ہے۔ پھر اس زمانے کی ایک قرآنی پیشگوئی ہے۔ فرمایا کہ ﴿وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ﴾ (التکویر:6) اور جس وقت وحشی آدمیوں کے ساتھ اکٹھے جائیں گے۔ مطلب ہے کہ وحشی قومیں تہذیب کی طرف رجوع کریں گی اور ان میں انسانیت اور تہذیب آئے گی۔ دیکھیں یہ سب قرآنی پیشگوئیاں آج کے زمانے میں پوری ہو رہی ہیں۔

پھر فرمایا ﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ﴾ (التکویر:11) یعنی اس وقت خط و کتابت کے ذریعے عام ہوں گے۔ اور کتب کثرت سے دستیاب ہوں گی۔

پھر ایک نشانی ﴿وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ﴾ (التکویر:06) یعنی اور جب سمندر پھاڑے جائیں گے۔ تو دیکھ لیں آجکل دریا بھی ملائے گئے، سمندر بھی ملائے گئے، نہری نظام قائم کیا گیا۔ تو یہ سب اس زمانے کی جدید ایجادات کی وجہ سے ہے۔ اور مغربی قوموں کی ترقی کے بعد ان سب چیزوں میں اور بھی زیادہ ترقی ہوئی یا دنیا میں پھیلائی گئی ہیں۔ پس یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ ظہور امام مہدی آخری زمانے کی نشانی اور دجّال کے آنے سے وابستہ تھا۔ دجّال کے آنے سے ہی مسیح نے بھی آنا تھا۔ تو جب یہ نشانیاں پوری ہو رہی ہیں تو مسیح کی آمد کا ابھی تک کیوں انتظار ہے۔ مسیح کو کیوں قیامت سے ملانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ صرف ایک ضد ہے، ہٹ ہے۔ اللہ ہی ہے جو ان کو عقل دے۔

پھر ایک حدیث ہے مسیح کی آمد کے نشان کے طور پر اور یہ ایسی حدیث ہے کہ اسے جب بھی احمدی پیش کرتے ہیں تو مخالف کے پاس کا اس کوئی رد نہیں ہوتا۔ اور وہ ہے سورج اور چاند گرہن کی۔ اور اس نشان کو ہم حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود نہیں ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیلنج کے رنگ میں فرمایا تھا کہ یہ نشان کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ تو پھر کسی اور کا دعویٰ دکھا دینا چاہئے کیونکہ نشان تو ظاہر ہو چکا ہے، دو دفعہ ظاہر ہو چکا ہے۔ تو اس نشان کے دیکھنے کے بعد پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا زمانہ نہیں ہے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں حضرت محمد بن علیؒ یعنی حضرت امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے مہدی کی صداقت کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں وہ کسی کی صداقت کے لئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ اول یہ کہ اس کی بعثت کے وقت رمضان میں پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا۔ اور درمیانی تاریخ کو سورج گرہن لگے گا۔ اور یہ دونوں نشان کے طور پر پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔

(سنن دار قطنی باب صفة صلوٰة الخسوف والکسوف وھیئتھما صفحہ 188/1
مطبع انصاری دہلی 1310ھ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”مسیح موعود کا یاجوج ماجوج کے وقت میں آنا ضروری ہے اور کیونکہ اَجِیْج آگ کو کہتے ہیں جس سے یاجوج ماجوج کا لفظ مشتق ہے۔ اس لئے جیسا کہ خدا نے مجھے سمجھایا ہے یاجوج ماجوج وہ قوم ہے جو تمام قوموں سے زیادہ دنیا میں آگ سے کام لینے میں استاد بلکہ اس کام کی موجد ہے۔ اور ان ناموں میں یہ اشارہ ہے کہ ان کے جہاز، ان کی ریلیں، ان کی کلیں آگ کے ذریعہ سے چلیں گی۔ اور ان کی لڑائیاں آگ کے ساتھ ہوں گی۔ اور وہ آگ سے خدمت لینے کے فن میں تمام دنیا کی قوموں سے فائق ہوں گے۔ اور اسی وجہ سے وہ یاجوج ماجوج کہلائیں گے۔ سو وہ یورپ کی قومیں ہیں جو آگ کے فنوں میں ایسے ماہر اور چابک اور یکتائے روزگار ہیں کہ کچھ بھی ضرور نہیں کہ اس میں زیادہ بیان کئے جائے۔ پہلی کتابوں میں بھی جو بنی اسرائیل کے نبیوں کو دی گئیں یورپ کے لوگوں کو ہی یاجوج ماجوج ٹھہرایا ہے۔ بلکہ ماسکو کا نام بھی لکھا ہے جو قدیم پایہ تخت روس تھا۔ سو مقرر ہو چکا تھا کہ مسیح موعود یاجوج ماجوج کے وقت میں ظاہر ہوگا“۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ 425)

پس ائمہ نے قرآن و حدیث سے علم پا کر بتا دیا کہ مسیح موعود اس زمانے میں ہوگا۔ علماء سابقہ اور موجودہ نے کہا کہ اس زمانے کے حالات بتا رہے ہیں، مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ نبی ہونا چاہئے۔ قرآن کریم نے نشانیاں بتا دیں جن میں سے بعض کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔ یہ آخری زمانے کی باتیں ہیں، جب یہ باتیں ہو رہی ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ مسیح موعود کا زمانہ ہی ہے۔

پھر ایک روشن نشان جو چیلنج کے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے جس کی تشریح امام باقر نے کی ہے وہ بتایا کہ مسیح موعود کے وقت میں سورج اور چاند کا گرہن لگنا تھا۔ تو پھر یہ کہنا کہ ابھی مسیح موعود کے آنے کا وقت نہیں آیا خدا کے غضب کو آواز دینے والی بات ہے۔ خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آفات ہماری غلطیوں اور گناہوں کا نتیجہ ہیں۔ جو آیت مَیں نے پڑھی ہے، اس کے آخری حصے کا جو حوالہ گزشتہ خطبہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس میں سے مَیں نے دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں اور حجت تمام کر دیں۔ تو خود ہی یہ کہہ کر کہ یہ عذاب ہیں پھر اس آیت کے اس حصے پر بھی غور کریں اور بجائے یہ کہنے کے کہ مسیح موعود کے آنے کا وقت نہیں ہوا یا اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یا ابھی 726 یا 728 سال باقی ہیں یا 200 سال باقی ہیں۔ اور بجائے یہ کہنے کے کہ یہ غلط ہے جھوٹا آدمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انذار کو ردّ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی مانگیں۔ اس سے رہنمائی مانگتے ہوئے اس کی پناہ میں ان لوگوں کو آنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو عقل و شعور دے جو اس انذار کی شدت کو سمجھ نہیں رہے اور نام نہاد علماء یا دنیا کے لھو و لعب کے پیچھے بھٹک رہے ہیں۔ کیونکہ یہ اکٹھے نہیں، مذہب سے کوئی تعلق نہیں ان کی بعض حرکتیں بیہودہ ہیں اسی وجہ سے غیروں کو بھی موقع مل رہا ہے کہ جو اسلام پہ بھی اعتراض کرتے ہیں اور بعض بیہودہ لغو قسم کی باتیں لکھتے اور شائع کرتے ہیں جس طرح پچھلے دنوں میں ایک کارٹون بنا کے شائع کیا گیا جس پر اب شور مچا رہے ہیں۔ تو یہ ان کی اپنی حرکتیں ہی ہیں جن کی وجہ سے غیروں کو موقع مل رہا۔ مخالفین کو موقع مل رہا ہے۔ اور یہ اب جماعت احمدیہ ہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق ان چیزوں کا بھی ردّ کرتی ہے اور اللہ کے فضل سے اس کا اثر بھی ہوتا ہے۔

اب ڈنمارک میں اخبار کے ایڈیٹر یا لکھنے والے نے جو معافی مانگی ہے۔ پہلے تو ضد میں آ گئے تھے۔ اڑ گئے تھے کہ نہیں جو ہم نے کیا ہے ٹھیک ہے۔ لیکن جب ہمارا وفد ملا، ان کو بتایا، سمجھایا تو ان کے کہنے پہ یہ معافی مانگی گئی ہے نہ کہ ان کے احتجاج پر۔ ان کے سامنے انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ ہاں تمہاری دلیل ٹھیک ہے اس پہ ہم معذرت کرتے ہیں۔ دوسرے یورپین ملکوں میں بھی ہو رہا ہے تو وہاں بھی جماعت کو چاہئے کہ جا کے مل کے ان کو سمجھائیں۔ کیونکہ بعض حرکات اپنوں کی ایسی ہیں جس کی وجہ سے اس طرح کی بیہودہ اور لغو حرکتیں غیروں کو کرنے کا موقع ملتا ہے۔

سورۃ تکویر میں جہاں اس زمانے کے حالات کی پیشگوئیاں ہیں وہاں اسلام کی آئندہ ترقی بھی مسیح موعود کے ذریعہ سے ہی وابستہ کی گئی ہے۔ ان کے ذریعہ سے اکٹھے ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ اس لئے ان لوگوں میں سے کسی کو اس خیال میں نہیں رہنا چاہئے کہ مسیح موعود کو مانے بغیر اسلام اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کر لے گا۔ یا یہ لوگ اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کر لیں گے۔ جس طرح ان کا نظریہ ہے صرف خنزیروں کو مارنا ہی تو نہیں رہ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس کے لئے تو یہ عیسائی قوم ہی کافی ہے، مارتے رہتے ہیں اور کھاتے رہتے ہیں، تو مسیح بیچارے کو آنے کی، اس مشکل میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کہلانے والے علماء کو بھی عقل دے اور مسلمان امت کو بھی کہ یہ حق کو پہچان سکیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سینہ کھولے، دماغ کھولے۔ ہمارا کام ان کے لئے دعا بھی کرنا ہے اور ان کو راستہ بھی دکھانا ہے، اور وہ ہمیں کرتے چلے جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ہی ہے جس نے یورپ میں عیسائیت سے احمدی ہونے والے یورپین باشندوں کو بھی اس عشق و محبت سے سرشار کر دیا ہے

لنڈن سے شائع ہونے والے اخبار جنگ کی ایک جھوٹی اور شرانگیز خبر پر بصیرت افروز خطبہ جمعہ

جب سے یہ کارٹون کا فتنہ اُٹھا ہے سب سے پہلے جماعت احمدیہ نے ہی اس کے خلاف آواز اُٹھائی

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳ مارچ ۲۰۰۶ بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا لندن سے شائع ہونے والے جنگ اخبار نے ایک ایسی خبر شائع کی ہے جس کا جماعت احمدیہ کے عقائد سے دور کا بھی واسطہ نہیں خالصۃً شرارت سے خبر شائع کی گئی ہے بلکہ نہ صرف عقائد کے خلاف ہے بلکہ جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے یہ خبر شاید یہاں کے حوالے سے پاکستان وغیرہ میں بھی چھپی ہوگی کیونکہ یہ اخبار اپنی خریداری بڑھانے کیلئے اخلاق سے گری حرکتیں کرنے اور جھوٹ کے پلندے شائع کرنے کے عادی ہو چکے ہیں ان کا جو پاکستان کا ایڈیشن ہے اس کے بارے میں ہم سب کو پتہ ہے کہ آئے دن ہمارے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں جھوٹ بولتے رہتے ہیں لیکن یہ خبر ان حالات میں جبکہ ہر جگہ ہر ملک میں جہاں مسلمان بستے ہیں ان دنوں میں لغو اور بے ہودہ خاکے جو بنائے گئے تھے ڈنمارک کے اخبار نے اور پھر دوسری دنیا نے بھی بنائے تھے ان کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک انتہائی غم وغصہ کی لہر پیدا ہوئی ہوئی ہے ہڑتالیں ہو رہی ہیں جلوس نکالے جا رہے ہیں۔

فرمایا بہر حال غصہ کو جب کوئی سنبھالنے والا نہ ہو اس بہاؤ کو کوئی روکنے والا نہ ہو اس کو صحیح سمت دینے والا نہ ہو تو پھر اسی طرح ردّعمل ظاہر ہوا کرتے ہیں کیونکہ مسلمان جیسا بھی ہو نمازیں پڑھنے والا ہو یا نہ ہو عمل کرنے والا ہو یا نہ ہو لیکن جب ناموس رسالت کا سوال آتا ہے تو بڑی غیرت رکھنے والا ہے مر مٹنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے ان حالات میں اس خبر کو شائع کرنا اور جمعرات کے دن شائع کرنا جبکہ آج جمعہ کے روز اکثر جگہوں پر جلوس نکالنے ہڑتالیں کرنے اس طرح کے ردّعمل کا پروگرام ہے۔

فرمایا یہ چیز خالصۃً اس لئے کی گئی تھی کہ احمدیوں کے خلاف فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جائے انتہائی ظالمانہ اور فتنہ پردازی کی کوشش ہے تا کہ اس خبر سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کم علم مسلمانوں کو بھڑکا کر احمدیوں کو زیادتیوں کا نشانہ بنایا جائے بہر حال یہ ان کی کوششیں ہیں کہ کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے جب کم علم مسلمانوں کو احمدیوں کے خلاف بھڑکایا نہ جائے۔

حضور نے خبر پڑھتے ہوئے بتایا کہ کوپن ہیگن سے یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر جاوید کنول صاحب کوئی ان کے رپورٹر ہیں کہتے ہیں ڈنمارک کے خفیہ ادارے کے ایک ذمہ دار افسر نے اپنا نام اور عہدہ صیغہ راز میں رکھنے کی شرط پر کارٹون اشو پر گفتگو کرتے ہوئے جنگ اخبار کو بتایا کہ ستمبر 2005 میں قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ڈنمارک میں ہوا جس میں قادیانیوں کے مرکزی ذمہ داران نے شرکت کی اس موقع پر قادیانیوں کے ایک وفد نے ڈینش وزیر سے ملاقات کے دوران جہاد کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ وہی اسلام کی حقیقی تعلیمات کے علمبردار ہیں فرمایا یہاں تک تو ٹھیک ہے اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ جماعت احمدیہ ہی حقیقی اسلامی تعلیم کی علمبردار ہے آگے لکھتے ہیں کہ ان کے نبی برزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) نے جہاد کو منسوخ قرار دے دیا ہے (فرمایا ٹھیک ہے بعض شرائط کے ساتھ منسوخ قرار دیا ہے) پھر آگے لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلامی احکامات تبدیل کر دیئے ہیں فرمایا نعوذ باللہ یہ سراسر الزام و اتہام ہے فرمایا آگے اس کی شرارت دیکھیں لکھتا ہے کہ اسلئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ان کا عہد ختم ہو چکا ہے نعوذ باللہ حضور نے فرمایا اخبار لکھتا ہے کہ قادیانیوں کی اس یقین دہانی پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار صرف سعودی عرب تک محدود ہیں 30 ستمبر کو ڈینش اخبار نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے 12 کارٹون شائع کئے جن کا مرکزی نکتہ فلسفہ جہاد پر حملہ کرنا تھا۔ اعلیٰ ڈینش افسر نے کہا کہ ہمیں جنوری کے آغاز تک اس بات کا یقین تھا کہ قادیانیوں کا دعویٰ سچا تھا کیونکہ جنوری تک سوائے سعودی عرب کے کسی اسلامی ملک نے ہم سے باقاعدہ احتجاج نہیں کیا تھا۔ گویا اس کی خاموشی ہمارے اس یقین کو پختہ کر رہی تھی۔ اس ذمہ دار افسر نے اس نمائندے کو اس ملاقات کی ویڈیو ٹیپ بھی سنائی جس میں ڈینش اردو اور انگریزی زبان میں گفتگو ریکارڈ تھی اس سے باتیں تین زبانوں میں ہو رہی تھیں۔ فرمایا جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے ایسی بے بنیاد خبر ہے کہ انتہا ہی نہیں ہے ڈاکٹر جاوید کنول صاحب اخبار کے شاید خاص نمائندے ہیں اور اٹلی میں ہیں اور وہاں سے جنگ اور G.O کی نمائندگی کرتے ہیں اور قانوناً ڈنمارک کے حوالے سے کسی اخبار میں خبر نہیں دے سکتے۔

فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے الزام لگایا ہے کہ ستمبر میں جماعت کا جلسہ ہوا ہے گذشتہ سال کا جلسہ تو ستمبر میں وہاں ہوا ہی نہیں تھا۔ سکنڈے نیوین ممالک کا اکٹھا جلسہ ہوا تھا میرے جانے کی وجہ سے اور وہ سویڈن میں ہوا تھا اور ایم ٹی اے پر سب نے دیکھا کہ ہم نے کیا باتیں کیں اور کیا نہیں کیں۔ ڈنمارک میں میرے جانے پر ہوٹل میں ایک ریسپشن ہوئی تھی جس میں کچھ اخباری اور پریس کے نمائندے تھے اور دوسرے پڑھے لکھے اور سرکاری افسران اور ایک وزیر صاحبہ بھی تھیں اور وہاں قرآن حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے اسلام کی خوبصورت اور امن پسند تعلیم کا ذکر ہوا تھا اور جو کچھ بھی کہا گیا تھا وہ صاف اور کھلا تھا چھپ کے بات نہیں ہوئی اور اخباروں نے اسے شائع بھی کیا بلکہ تھوڑا سا ٹی وی پروگرام میں بھی آیا تھا اور کوئی علیحدہ ملاقات نہیں ہوئی اور جو ریسپشن میں تقریر ہوئی ایم ٹی اے نے بھی دکھا دی ہے۔

فرمایا بہر حال یہ ٹھیک ہے شائد ان لکھنے والے صاحب کی طرح کے لوگوں کا ذکر ہوا ہو۔ کہ یہ چند لوگ ہیں جو اسلام کو بدنام کرنے والے ہیں ورنہ مسلمان اکثریت اس طرح کے جہاد اور دہشت گردی کو ناپسند کرتی ہے۔ بہر حال ہماری طرف منسوب کر کے بہت بڑا جھوٹ بولا گیا ہے شاید کوئی جھوٹا ترین شخص بھی یہ بات کرتے ہوئے کچھ سوچے کیونکہ آج کل تو ہر چیز ریکارڈ ہوتی ہے اور ان صاحب کے بقول اردو انگریزی اور ڈینش میں ویڈیو ٹیپ بھی موجود ہیں تو اگر سچے ہیں تو یہ ٹیپ دکھا دیں ہمیں بھی دکھا دیں پتہ چل جائے گا کہ کون بولنے والے ہیں کیا ہیں بہر حال اس جھوٹی خبر پھیلانے والے کو پہلی بات تو میں یہی کہتا ہوں کہ سراسر جھوٹ ہے اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین اگر تم سچے ہو تو تم بھی یہی الفاظ دوہرا دو۔ فرمایا لیکن اللہ کا خوف ہوگا تو کبھی نہیں دوہرا سکتے لیکن اگر نہیں دوہراتے تب بھی یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے نیچے آچکے ہیں۔

فرمایا جماعت احمدیہ کے خلاف ایسی مذموم حرکتیں ماضی میں بھی ہوتی رہی ہیں اور مسلسل ہو رہی ہیں اور جب بھی اپنے زعم میں ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ناکامی کا منہ دکھاتا ہے اور جماعت احمدیہ سے وہ پیار کا اظہار کرتا ہے جو پہلے سے بڑھ کر اپنا فضل لیکر آتا ہے فرمایا جب سے یہ کارٹون کا فتنہ اٹھا ہے سب سے پہلے جماعت احمدیہ نے ہی اس کے خلاف آواز اٹھائی تھی اور اس اخبار کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی پھر دسمبر جنوری میں ہم نے دوبارہ ان اخباروں کو لکھا تھا اور بڑا کھل کر ہم نے اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا ہمارے مبلغ کا اخبار میں انٹرویو شائع ہوا تھا۔ اخبار نے یہ لکھنے کے بعد کہ جماعت احمدیہ کا ردّعمل اس بارے میں کیا ہے اور یہ لوگ توڑ پھوڑ کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنی زندگیوں میں ڈھال کر پیش کرنا چاہتے ہیں آگے وہ لکھتا ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ امام کو ان کارٹونوں سے تکلیف نہیں پہنچی بلکہ ان کا دل کارٹونوں کے زخموں سے چور ہے بلکہ اس تکلیف نے انہیں اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ فوری طور پر ان کارٹونوں کے بارے میں مضمون لکھیں چنانچہ مضمون لکھا اور ڈنمارک میں اخبار میں شائع ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق ہی ہے جس نے جماعت میں بھی اس محبت کی آگ اسقدر لگا دی ہے کہ یورپ میں عیسائیت سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں آنے والے یورپین باشندے بھی اس عشق و محبت سے سرشار ہیں چنانچہ ڈنمارک میں ایک احمدی عبدالسلام میڈیسن کا ایک لمبا انٹرویو بھی شائع ہوا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس انٹرویو کے بعض حصے پڑھ کر سنائے اور فرمایا یہ دیکھیں ایک یورپین مسلمان میں اتنا پکا ایمان ہے فرمایا یہ تھے ہمارے ردّعمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس گھناؤنی حرکت کرنے پر۔ ہمارے دلوں میں اللہ کے فضل سے عشق رسول ان لوگوں سے لاکھوں کروڑوں گنا زیادہ ہے جو ہم پر اس قسم کے اتہام و الزام لگاتے ہیں اور یہ سب کچھ ہمارے دلوں میں آنحضرت ﷺ کی اس خوبصورت تعلیم کی وجہ سے ہے جس کو خوبصورت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دکھایا ہے کوئی احمدی کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔ فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا

آنحضرت ﷺ کے عشق میں یہ حال تھا کہ حضرت حسان کا شعر پڑھ کر آپ کی آنکھیں آنسو بہایا کرتی تھیں شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ تو تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو تیری وفات پا جانے کے ساتھ اندھی ہو گئی اب ترے بعد جو چاہے مرے مجھے تو تیری موت کا خوف تھا حضور علیہ السلام فرماتے تھے کاش یہ شعر میں نے کہا ہوتا۔ ہمیں تو قدم قدم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مخمور ہونے کے نظارے آپ میں دکھائی دیتے ہیں۔

فرمایا جسکا اپنا سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوا سکے بارے میں یہ کہنا کہ نعوذ باللہ اس کا مقام آنحضرت صلعم سے اونچا ہو گیا ہے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین انتہائی بچگانہ بات ہے۔

فرمایا اخبار کو چاہئے کہ خبر لگاتے ہوئے کچھ آگے پیچھے بھی غور کر لیا کرے ڈنمارک کی حکومت تو شاید اتنی عقل سے عاری نہ ہو لیکن یہ خبر لکھنے اور شائع کرنے والے بہر حال عقل سے عاری لگتے ہیں سوائے فتنے کے ان کے دلوں میں کچھ نظر نہیں آتا سوائے مسلمانوں کو بھڑکانے کے اس خبر کا مقصد کوئی نظر نہیں آتا کہ جن ممالک میں احمدیوں کے خلاف فضا ہے وہاں اور فساد پیدا کیا جائے اور کوئی بعید نہیں ہے کہ بعض مفاد پرست عناصر نے اس بہانے ان ملکوں میں یہ تحریک شروع کی ہو کہ حکومتوں کے خلاف تحریک چلائی جائے کیونکہ عموماً ہم نے یہی دیکھا ہے کہ احمدیوں کے خلاف چلی ہوئی تحریک آخر میں حکومتوں کے خلاف الٹ جاتی ہے اسلئے ان ملکوں کی حکومتوں کو بھی عقل کرنی چاہئے اور ان عناصر کی چال میں نہیں آنا چاہئے فرمایا جہاں تک ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار سے اندازہ ہو گیا اور ہر احمدی کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام ہے ہر احمدی جانتا ہے گذشتہ خطبات میں بیان کر چکا ہوں تکلیف کا اظہار کر چکا ہوں تمام دنیا میں ہماری طرف سے احتجاجی بیان اور پریس ریلیز بھی شائع ہوئی ہیں اور یہ سب بیان کسی کو دکھانے کی خاطر یا مسلمانوں کے ڈر یا خوف کی وجہ سے نہیں دئے بلکہ یہ ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق توڑ کر ہماری زندگی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقتباسات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت اقدس کے سلسلہ میں پیش فرمائے اور فرمایا کہ جب دعویٰ کرنے والا دوٹوک الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ میں سب کچھ اس سے حاصل کر رہا ہوں اور اس کے بغیر کچھ مل ہی نہیں سکتا اور اس کے ماننے والے بھی اس یقین پر قائم ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام صادق ہے تو پھر افترا اور جھوٹ پر مبنی باتیں کرنا سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ مسلمانوں میں بے چینی پیدا کی جائے۔ کیونکہ جماعت کی ترقی ان کی آنکھوں میں کھٹکتی ہے فرمایا یہ ترقی انشاء اللہ ان کی گھٹیا حرکتوں سے رکنے والی نہیں ہے۔ حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ مقام کے بارے میں ایک اور اقتباس پیش فرمایا۔ اور فرمایا یہ لوگ جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق سمجھتے ہیں اور ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلعم سے بالا سمجھتے ہیں ان کا مقصد تو صرف ذاتی مفاد حاصل کرنا ہے یہ اپنے علماء میں سے کسی ایک کے منہ سے بھی اس شان بلکہ اس شان کے لاکھویں حصہ کے برابر بھی کوئی الفاظ ادا کئے ہوئے دکھائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کئے ہیں۔ فرمایا یہ اس عاشق صادق کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں الفاظ ہیں جسے تم جھوٹا کہتے ہو۔ فرمایا اس شخص کی تو ہر حرکت وسکون اپنے آقا کی اتباع میں تھا۔ یہ گہرائی یہ فہم یہ ادراک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا کہیں اپنے لٹریچر میں تو دکھاؤ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور اقتباس پیش کیا کہ ”مگر جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس پر ایمان جاتا رہے۔“ فرمایا یہ ہے ہماری تعلیم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے۔ اس کے بعد بھی یہ کہنا کہ نعوذ باللہ خاکے بنانے کے سلسلہ میں اخبار اور حکومت ڈنمارک کو احمدیوں نے حوصلہ دیا تھا اس کے بعد انہوں نے خاکے شائع کئے تو سوائے اللہ کی لعنت کے اور کچھ نہیں ڈالا جا سکتا ان لوگوں پر۔

فرمایا دوسری بات یہ لکھی ہے کہ جہاد کو منسوخ کر دیا ہے اس بارے میں مسلمانوں کے لیڈر یہ بیان دے چکے ہیں کہ آج کل جو جہاد کی تحریک کی جاتی ہے اور بعض مسلمان تنظیمیں آئے دن حرکتیں کرتی ہیں یہ جہاد نہیں ہے اور اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے جماعت احمدیہ کی تو پہلے دن سے ہی یہ تعلیم ہے کہ فی زمانہ ان حالات میں جہاد بند ہے۔ اس سلسلہ میں حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پڑھ کر سنایا۔

فرمایا جماعت احمدیہ کا نظریہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے اور کھلے طور پر ہم اعلان کرتے ہیں کہ اب یہ لوگ جو جہاد کر رہے ہیں جس کی آڑ میں سوائے دہشت گردی کے کچھ نہیں ہوتا یہ جہاد نہیں ہے اور سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ یہ غلط حرکتیں کر کے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری تو خود ہو رہے ہیں احمدی تو آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانے کا دنیا میں جہاد کر رہے ہیں کون ہے ان لوگوں میں سے جو اسلام کے پیغام کو اس طرح دنیا کے کونے کونے میں پہنچا رہا ہے۔ ہاں تمہاری اس دہشت گردی اور اسلام کو بدنام کرنے والی جو جہادی کوششیں ہیں ان میں احمدی نہ کبھی پہلے شامل ہوئے ہیں اور نہ آئندہ ہوں گے۔

فرمایا بہر حال یہ جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کی مذموم کوششیں ہیں پہلے بھی ہوتی رہی ہیں اس اخبار کو بھی میں کہتا ہوں اسے یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وہ ملک نہیں ہے جہاں قانون کی حکمرانی نہ ہو کچھ نہ کچھ حد تک ان میں انصاف ہے ہم سارے کوائف اکٹھے کر رہے ہیں یہ خبر دے کر اس افسر کے حوالے سے کہ افسر نے کہا ہے ڈنمارک کے احمدیوں کی یقین دہانی پر کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم منسوخ ہو گئی ہے ہم نے یہ کارٹون شائع کئے تھے گویا ڈنمارک کی حکومت پر بھی اس سے الزام ثابت ہو رہا ہے جبکہ وہاں کے وزیر اعظم کئی دفعہ بیان دے چکے ہیں کہ یہ اخبار کا کام ہے ہم اسے ناپسند کرتے ہیں لیکن آزادی صحافت کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں سکتے۔ فرمایا وہ ایک الگ معاملہ ہے کہ آزادی صحافت کیا چیز ہے۔ بہر حال وہ اس چیز سے انکاری ہیں اور اخبار کہہ رہا ہے کہ نہیں حکومت اس میں شامل ہے فرمایا اس خبر کے خلاف تو ڈنمارک کی حکومت بھی کاروائی کا حق رکھتی ہے۔ آج کل جبکہ مسلمان دنیا میں ڈنمارک کے خلاف آگ بھڑکی ہوئی ہے اس اخبار نے من گھڑت خبر ان کے حوالہ سے شائع کی ہے تو اس آگ کو مزید ہوا دینے والی بات ہے ڈنمارک کی ایک اعلیٰ سیکورٹی ایجنسی سے جب رابطے کئے ہیں تو ان کے ایک افسر نے صاف تردید کی ہے اور کہا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی خبر نہیں ہے بہر حال ہم مزید تحقیق کریں گے اس سے مزید باتیں کھل جائیں گی۔ فرمایا پہلے انہوں نے کہا ویڈیو ٹیپ ہے اس کی ہمارے پاس۔ پھر کہا کہ نہیں آڈیو ٹیپ ہے بہر حال جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اور یہ اپنے بیان بدلتے رہیں گے اور پاکستانی صحافت اور اس صحافت کا جس پر پاکستانی اثر ہے یہی حال ہے فرمایا میں بتا دوں یہ بات اس طرح ختم نہیں ہو گی ہم پر ان حالات میں جو گھناؤنا الزام لگایا ہے احمدیوں کے خلاف جو سازش کی گئی ہے یہاں کا قانون جہاں تک اجازت دیتا ہے ہم اس کو انجام تک لیکر جائیں گے تا کہ کم از کم ان مسلمانوں کو جو شریف فطرت لوگ ہیں ان نام نہاد پڑھے لکھے لوگوں کے اخلاقی معیار کا پتہ لگ سکے فرمایا ہم پر تو ہمیشہ گھناؤنے الزام لگائے جاتے رہے ہیں لیکن ہم ہمیشہ صبر کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تعلیم کو سامنے رکھتے رہے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میں خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت اور ہم جو کچھ ہیں اس حال میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمارے شامل حال ہو گی کہ ہم صراط مستقیم پر چلیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کریں قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستور العمل بنا دیں اور ان باتوں کو ہم اپنے عمل اور حال سے ثابت کریں نہ صرف قال سے اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی مل کر ہم کو ہلاک کرنا چاہے تو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے اسلئے کہ خدا ہمارے ساتھ ہو گا انشاء اللہ۔

فرمایا اللہ ہمیں ہمیشہ اس نصیحت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دیتا رہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے اور ان بدفطرت لوگوں کو اب عبرت کا نشان بنائے۔ آمین۔ ☆☆☆

آج کل جو جہاد کی تحریک کی جاتی ہے اور بعض مسلمان تنظیمیں آئے دن حرکتیں کرتی ہیں یہ جہاد نہیں ہے اور اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے جماعت احمدیہ کی تو پہلے دن سے ہی یہ تعلیم ہے کہ فی زمانہ ان حالات میں جہاد بند ہے

جماعت احمدیہ کا نظریہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے اور کھلے طور پر ہم اعلان کرتے ہیں کہ اب یہ لوگ جو جہاد کر رہے ہیں جس کی آڑ میں سوائے دہشت گردی کے کچھ نہیں ہوتا یہ جہاد نہیں ہے اور سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف ہے

احمدی تو آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانے کا دنیا میں جہاد کر رہے ہیں کون ہے ان لوگوں میں سے جو اسلام کے پیغام کو اس طرح دنیا کے کونے کونے میں پہنچا رہا ہے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَدُّوْا زَکٰوتَکُمْ

(اپنی زکوٰۃ ادا کیا کرو)

منجانب

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں

((حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان))

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌO (سورۃ آل عمران:۳۲-۳)

وہ پیشوا ہمارا جس ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ آپ یہ اعلان کر دیں کہ اے بنی نوع انسان اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔

پچھلے ساڑھے چودہ سو سال میں سینکڑوں اولیاء امت محمدیہ نے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرکے، اپنی اپنی پیروی کے معیار کے مطابق اللہ کی محبت کو پایا۔ مگر اگر کوئی فرد امت اللہ تعالیٰ کے پیار کو اُس حد تک پاتا، جہاں اُسے کثرت سے شرف مکالمہ ومخاطبہ بخشا جاتا اور اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں مقام نبوت سے سرفراز نہ فرمایا جاتا، تو قرآن مجید کا اعلان نامکمل رہ جاتا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ حضرت مہدی معہود ومسیح موعود علیہ السلام نے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وپیروی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء محبت کو پایا۔ اور دنیا والوں نے قرآن مجید کے اعلان کی سچائی کو خود مشاہدہ کرلیا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی۔ اور میرے لئے اُس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید ومولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو نہیں پاتا۔'' (حقیقۃ الوحی صفحہ:۱۲۷)

اب میں آپ کے سامنے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے چند واقعات بیان کرتا ہوں۔ جس سے سامعین کو اُس محبت کا کسی قدر اندازہ ہو جائے گا جو آپ کے دل میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی مسجد میں جو مسجد مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے۔ اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جارہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سُنا تو آپؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حسانؓ بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا۔ وہ شعر یہ ہے:

كُنْتَ السَّوَادَلِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَآءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا اور اس وقت آپ مسجد میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ ''کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔''

دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سخت سے سخت زمانے آئے۔ ہر قسم کی تنگی دیکھی۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کئے حوادث کی آندھیاں سر سے گذریں۔ مخالفوں کی طرف سے انتہائی تلخیوں اور ایذاؤں کا سامنا۔ حتیٰ کہ قتل کے سازشی مقدمات میں سے بھی گذرنا پڑا۔ بچوں اور عزیزوں اور دوستوں اور اپنے فدائیوں کی موت کے نظارے بھی دیکھے مگر کبھی آپؑ کی آنکھوں نے آپ کے قلبی جذبات کی غمازی نہیں کی۔ لیکن علیحدگی میں اپنے آقا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی متعلق (اور وفات بھی وہ جس پر تیرہ سو سال گذر چکے تھے) یہ محبت کا شعر یاد کرتے ہوئے آپ کی آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں۔ اور آپ کی یہ قلبی حسرت چھلک کر باہر آگئی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا!! اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ حضرت حسان کا یہ شعر محبت رسولؐ کے اظہار میں ہر دوسرے کلام پر فائق ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں عشقِ رسولؐ کے کمال کی وجہ سے ہر غیر معمولی اظہارِ محبت کے موقعہ پر یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ کاش یہ الفاظ بھی میری ہی زبان سے نکلتے۔

ایک واقعہ لاہور کے جلسہ وچھووالی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ آریہ صاحبان نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کرنے کے لئے ہر مذہب وملت کو دعوت دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی باصرار درخواست کی کہ آپ بھی اس بین الاقوامی جلسہ کے لئے کوئی مضمون تحریر فرمائیں اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں کوئی بات خلاف تہذیب اور کسی مذہب کی دلآزاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہوگی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک ممتاز صحابی حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کو بہت سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا۔ اور ان کے ہاتھ ایک مضمون لکھ کر بھیجا جس میں اسلام کے محاسن بڑی خوبی کے ساتھ اور بڑے دل کش رنگ میں بیان کئے گئے تھے۔ مگر جب آریہ صاحبان کی طرف سے مضمون پڑھنے والے کی باری آئی تو اس بندۂ خدا نے اپنی قوم کے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انتاز ہر اُگلا اور ایسا گند اچھالا کہ خدا کی پناہ۔ جب اس جلسہ کی اطلاع حضرت مسیح موعودؑ کو پہونچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب قادیان واپس آئے تو آپؑ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے۔ اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسول اللہ کو برا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟ اور کیوں نہ فوراً اُٹھ کر باہر چلے آئے؟ تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سنتے رہے؟ اور پھر آپؑ نے بڑے جوش کے ساتھ یہ قرآنی آیت پڑھی کہ:

اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَءُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ۔ (النساء:۱۴۱-۴)

''یعنی اے مومنو! جب تم سنو کہ خدا کی آیات کا دل آزار رنگ میں کفر کیا جاتا اور ان پر ہنسی اڑائی جاتی ہے تو تم ایسی مجلس سے فوراً اُٹھ جایا کرو تاوقتیکہ یہ لوگ کسی مہذبانہ اندازِ گفتگو کو اختیار کریں۔''

اس مجلس میں حضرت مولوی نور الدین صاحب (خلیفہ اول) بھی موجود تھے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر ندامت کے ساتھ سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے اِس غیورانہ کلام سے ساری مجلس ہی شرم وندامت سے کٹی جارہی تھی۔

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کو جماعت کے سب یا کم از کم اکثر دوست جانتے ہیں کہ وہ ہماری بڑی والدہ صاحبہ کے بطن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے لڑکے تھے جو ڈپٹی کمشنر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے اور دنیا کا بڑا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ کے اخلاق وعادات کے متعلق کچھ دریافت کروں۔ چنانچہ میرے پوچھنے پر انہوں نے فرمایا کہ:

''ایک بات میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) میں خاص طور پر دیکھی ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرتؐ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا اور غصے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں۔ اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا۔ اور مرزا سلطان احمد صاحب نے اس بات کو بار بار دہرایا۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اول)

یہ اس شخص کی شہادت ہے جس نے حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی جوانی سے لے کر حضورؑ کی وفات تک دیکھا۔ جس نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں وفات پائی جس کے تعلقات کا دائرہ اپنی معزز ملازمت اور اپنے ادبی کارناموں کی وجہ سے نہایت وسیع تھا اور جو اپنے سوشل تعلقات میں بالکل صحیح طور پر کہہ سکتا تھا کہ:

بجُفتِ خوش حالاں وبدحالاں شدم

''یعنی مجھے دنیا میں ہر قسم کے انسانوں سے واسطہ پڑا ہے۔''

مگر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کا نچوڑ اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا۔''

ایک دفعہ بالکل گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت کچھ ناساز تھی۔ اور آپؑ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا اور حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہوگیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لئے سفر اور رستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے حج کو چلنا چاہئے۔ اس وقت زیارتِ حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ اور آپؑ اپنے ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے حضرت نانا جان کی بات سن کر فرمایا:

''یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔''

یہ ایک خالصۃً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اس اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشقِ رسول کے متعلق حضرت مسیح موعود کے قلبِ صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس سچے مسلمان کو خواہش نہیں۔ مگر ذرا اس شخص کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگائیے جس کی روح حج کے تصور میں پروانہ وار رسولِ پاکؐ (فداہ نفسی) کے مزار پر پہنچ جاتی ہے۔ اور وہاں اس کی آنکھیں اس نظارہ کی تاب نہ لاکر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی آل واولاد اور آپؐ کے صحابہ کے ساتھ بھی بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعودؑ اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپؑ نے نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا اور مرزا مبارک احمد صاحب

رضی اللہ عنہ جو اس وقت چھوٹے بچے تھے۔ اپنے پاس بلایا اور فرمایا آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں۔ پھر آپ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپ یہ واقعات سُناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:

”یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔“

اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا۔ اور یہ سب کچھ رسولِ پاکؐ کے عشق کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ اپنی ایک نظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

اسی طرح اپنی ایک عربی نظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ وَّتَحَنُّنٍ
یَا سَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ
یَا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّۃً
فِیْ مُھْجَتِیْ وَمَدَارِکِیْ وَجَنَانِ
مِنْ ذِکْرِ وَجْھِکَ یَا حَدِیْقَۃَ بَھْجَتِیْ
لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّلَا فِیْ اٰنِ
جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
یَالَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانِ

”یعنی اے میرے آقا! میری طرف رحمت اور شفقت کی نظر رکھ۔ میں تیرا ایک ادنیٰ ترین غلام ہوں۔ اے میرے محبوب تیری محبت میرے رگ و ریشہ میں اور میرے دل میں اور دماغ میں رچ چکی ہے۔ اے میری خوشیوں کے باغیچے! میں ایک لحہ اور ایک آن بھی تیری یاد سے خالی نہیں رہتا۔ میری روح تو تیری ہو چکی ہے مگر میرا جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کی تڑپ رکھتا ہے اے کاش مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی۔“

ان اشعار میں جس محبت اور جس عشق اور جس تڑپ اور جس فدائیت کا جذبہ چھلک رہا ہے وہ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں۔ کاش ہمارے احمدی نوجوان اس محبت کی چنگاری سے اپنے دلوں کو گرمانے کی کوشش کریں اور کاش ہمارے غیر احمدی بھائی بھی اس عظیم الشان انسان کی قدر پہچانیں جس کے متعلق ہم سب کے آقا اور سردار حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ

”یعنی آنے والے مسیح کو میری روح کے ساتھ ایسی گہری مناسبت اور ایسا شدید لگاؤ ہوگا کہ اس کی روح وفات کے بعد میری روح کے ساتھ رکھی جائے گی۔“

عشق کا لازمی نتیجہ قربانی اور فدائیت اور غیرت کی صورت میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یہ جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ ایک جگہ عیسائی پادریوں کے ان جھوٹے اور ناپاک اعتراضوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر کیا کرتے ہیں کہ:

”عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلقِ کثیر کو گمراہ کرکے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر کی ذاتِ والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے۔ اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔“

یہی وجہ ہے کہ اپنی ان عدیم المثال خدمات کے باوجود جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو ایک وفا شعار شاگرد اور ایک احسان مند خادم کی حیثیت میں اپنا ہر پھول آپؐ کے قدموں میں ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ اور بار بار عاجزی کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ آقا! یہ سب کچھ آپ ہی کے طفیل ہے میرا تو کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

”میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسمٰعیلؑ سے اور اسحٰقؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریمؑ سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور سب سے زیادہ پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا ہے مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا ہے اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں ہرگز کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ کا نہ پاتا۔“

اسی طرح آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات طیبات کا ذکر کرتے ہوئے دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

”ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا کے فرشتے آبِ زلال کی شکل میں نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان پر لئے آتے ہیں اور ایک نے ان فرشتوں میں سے کہا یہ وہی برکتیں ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔“

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسا عشق تھا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ اپنی ایک نظم میں بڑے دردناک انداز میں فرماتے ہیں کہ:

دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

میں اپنی تقریر کے اختتام پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں سے دو اقتباس سامعین کرام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں جس کے ایک ایک لفظ سے اُس عشق کا اندازہ ہوتا ہے جو آپ کے دل میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موجزن تھا۔ حضور فرماتے ہیں:

”وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء و سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اُس انسان کو دیا گیا اور حسبِ مراتب اُس کے تمام ہمرنگوں کو بھی اُن لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں ... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید و مولیٰ ہمارے ہادی نبی اُمّی صادق و مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔ (روحانی خزائن جلد ۵، آئینہ کمالات اسلام صفحہ: ۱۶۲، ۱۶۰)

نیز فرماتے ہیں:

”میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اُس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲، حقیقۃ الوحی صفحہ: ۱۱۹، ۱۱۸)

عصر حاضر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور محبت کے جو اسلوب ہمیں سکھلائے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اُن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم بھی سرور دو جہاں سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی محبت کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

☆☆☆☆☆

منظوری افسر جلسہ سالانہ قادیان

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب ناظر بیت المال خرچ کی جلسہ سالانہ 2006ء کیلئے بطور افسر جلسہ سالانہ قادیان منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ہر اعتبار سے مبارک فرمائے۔ ڈاکٹر محمد عارف صاحب کا فون نمبر درج ذیل ہے۔

موبائل :9872008728 گھر:01872-220369 دفتر جلسہ سالانہ:01872-221641

(مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ قادیان)

انعامی مقالہ نویسی برائے اراکین انصار اللہ بھارت

اراکین انصار اللہ بھارت میں مضمون نویسی کا شوق پیدا کرنے کیلئے انعامی مقالہ نویسی کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ امسال کیلئے مقالہ کا عنوان ”برکات خلافت“ تجویز کیا گیا ہے۔ انصار حضرات مذکورہ عنوان پر کم از کم پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل مقالہ تحریر کرکے 31 اگست تک بھجوائیں۔ انعام اول ایک ہزار روپے۔ انعام دوئم سات صد روپے۔ انعام سوم پانچ صد روپے مقرر ہے۔ ناظمین و زعماء کرام سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ اراکین کو اس انعامی مقالہ نویسی میں حصہ لینے کیلئے توجہ دلائیں۔ (قائد تعلیم مجلس انصار اللہ بھارت)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختصر سوانح دعویٰ، جماعت کا قیام اور مقاصد

دوست محمد شاہد ربوہ مورخ احمدیت

شاہی خاندان

سلسلہ احمدیہ کے مقدس بانی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فارسی الاصل تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حاجی برلاس سے ملتا ہے جو مشہور مغل فاتح اور وسط ایشیا کے فرمانروا امیر تیمور کے چچا تھے۔

آپ کے بزرگ اجداد میں سے ایک معزز رئیس مرزا ہادی بیگ صاحب "شہنشاہ بابر کی حکومت کے آخری سال یعنی ۷-۹۳۶ھ ۱۵۳۰ء میں سمرقند سے ایک کثیر جماعت کے ساتھ ہجرت کر کے دہلی پہنچے۔ چونکہ اُنہیں شاہی خاندان سے ایک خاص تعلق تھا اس لئے بادشاہ وقت کی طرف سے ضلع گورداسپور میں دریائے بیاس کے قریب بہت سے دیہات اُن کو بطور جاگیر ملے۔ اور اس تمام علاقہ کی حکومت بھی ملی اس لئے قاضی کے نام سے مشہور ہوئے اس طرح اس نواح میں ایک مستقل ریاست اُن کی قائم ہوگئی۔ اس ریاست میں اُنہوں نے ایک نیا گاؤں آباد کر کے اُس کا نام اسلام پور رکھا جو اسلام پور قاضی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ صرف قاضی کہلانے لگا پھر 'قادی' بنا اور اس سے بگڑ کر بالآخر قادیان بن گیا۔ (کتاب البریہ صفحہ 57-154 ازالہ اوہام صفحہ 23-122) یہی وہ مبارک بستی ہے جہاں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ولادت ہوئی۔ یہ بستی اب عالمی شہرت حاصل کر چکی ہے اور نہایت تیزی سے اقوام عالم کی توجہ کا مرکز بن رہی ہے۔

حضرت مرزا گل محمد کا سنہری دور حکومت

اس خاندان کی شاہانہ عظمت اور جلال و تمکنت میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اُن کی نویں پشت میں مرزا فیض محمدؐ صاحب کے عہد میں قادیان کی اسلامی ریاست کے مغلیہ سلطنت سے اور بھی گہرے مراسم قائم ہوگئے۔ چنانچہ ۱۷۱۶ء میں دہلی کے شہنشاہ فرخ سیر غازی نے انہیں ہفت ہزاری کا عہدہ عطا کر کے عضد الدولہ کا خطاب دیا۔ ہفت ہزاری عہدہ کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنی ریاست میں سات ہزار جوانوں کی فوج رکھ سکتے ہیں۔ مرزا فیض محمدؐ صاحب کے بعد اُن کے بیٹے اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے پردادا حضرت مرزا گل محمد صاحب حکمران ہوئے۔ آپ نہایت درجہ بیدار مغز، اوّل درجہ کے بہادر، شب بیدار، باکمال عابد، معمور الاوقات، متشرع اور صاحب خوارق و کرامات بزرگ تھے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ" آپ کے عہد حکومت کا نقشہ کھینچتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا صاحب مرزا گل محمدؐ صاحب ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے جن کے پاس اُس وقت ۸۵ گاؤں تھے اور بہت سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے اُن کے قبضہ سے نکل گئے۔ تاہم اُن کی جوانمردی اور فیاضی کی یہ حالت تھی کہ اس قدر قلیل میں سے بھی کئی گاؤں انہوں نے مروت کے طور پر بعض تفرقہ زدہ مسلمان رئیسوں کو دے دئیے تھے جو اب تک اُن کے پاس ہیں۔ غرض وہ اس طوائف الملوکی کے زمانہ میں اپنے نواح میں ایک خودمختار رئیس تھے۔ ہمیشہ قریب پانسو آدمی کے یعنے کبھی کم اور کبھی زیادہ اُن کے دسترخوان پر روٹی کھاتے تھے اور ایک سو کے قریب علماء اور صلحاء اور حافظ قرآن شریف کے اُن کے پاس رہتے تھے۔ جن کے کافی وظیفے مقرر تھے۔ اور ان کے دربار میں اکثر قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر بہت ہوتا تھا اور تمام ملازمین اور متعلقین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو تارک نماز ہو۔ یہاں تک کہ چکی پیسنے والی عورتیں بھی پنجوقتہ نماز اور تہجد پڑھتی تھیں اور گردونواح کے معزز مسلمان جو اکثر افغان تھے قادیان کو جو اُس وقت اسلام پور کہلاتا تھا، مکہ کہتے تھے کیونکہ اس پر آشوب زمانہ میں ہر ایک مسلمان کیلئے یہ قصبہ مبارک پناہ کی جگہ تھی۔ اور دوسری اکثر جگہ میں کفر اور فسق اور ظلم نظر آتا تھا۔ اور قادیان میں اسلام اور تقویٰ اور طہارت اور عدالت کی خوشبو آتی تھی۔ میں نے خود اس زمانہ سے قریب زمانہ پانے والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس قدر قادیان کی عمدہ حالت بیان کرتے تھے کہ گویا وہ اس زمانہ میں ایک باغ تھا جس میں حامیان دین اور صلحاء اور علماء اور نہایت شریف اور جوانمرد آدمیوں کے صدہا پودے پائے جاتے تھے اور اس نواح میں یہ واقعات نہایت مشہور ہیں کہ مرزا گل محمد صاحب مرحوم مشائخ وقت کے بزرگ لوگوں میں اور صاحب خوارق اور کرامات تھے۔ جن کی صحبت میں رہنے کیلئے بہت سے اہل اللہ اور صلحاء اور فضلاء قادیان میں جمع ہو گئے تھے اور عجیب تر یہ کہ کئی کرامات ان کی ایسی مشہور ہیں جن کی نسبت ایک گروہ کثیر مخالفان دین کا بھی گواہی دیتا رہا ہے غرض وہ علاوہ ریاست اور امارت کے اپنی دیانت اور تقویٰ اور مردانہ ہمت اور اولوالعزمی اور حمایت دین اور ہمدردی مسلمانوں کی صفت میں نہایت مشہور تھے۔ اور اُن کی مجلس میں بیٹھنے والے سب کے سب متقی اور نیک چلن اور اسلامی غیرت رکھنے والے اور فسق و فجور سے دور رہنے والے اور بہادر اور بارعب آدمی تھے۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ اپنے والد صاحب مرحوم سے سنا ہے کہ اُس زمانہ میں ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا قادیان میں آیا جو غیاث الدولہ کے نام سے مشہور تھا اور اس نے میرزا گل محمد صاحب کے مدبرانہ طریق اور بیدار مغزی اور ہمت اور اولوالعزمی اور استقلال اور عقل اور فہم اور حمایت اسلام اور جوش نصرت دین اور تقویٰ اور طہارت اور دربار کے وقار کو دیکھا اور اُن کے مختصر دربار کو عقلمند اور نیک چلن اور بہادر مردوں سے پُر پایا۔ تب وہ چشم پُر آب ہو کر بولا کہ اگر مجھے پہلے خبر ہوتی کہ اس جنگل میں خاندان مغلیہ میں سے ایسا مرد موجود ہے جس میں صفات ضروریہ سلطنت کے پائے جاتے ہیں تو میں اسلامی سلطنت کے محفوظ رکھنے کیلئے کوشش کرتا کہ ایام کسل اور نالیاقتی اور بدوضعی ملوک چغتائیہ میں اُسی کو تخت دہلی پر بٹھایا جائے"۔ (کتاب البریہ صفحہ 51-147)

قادیان کی یہ مثالی اسلامی ریاست حضرت مرزا گل محمد صاحب کے فرزند رشید مرزا عطا محمد صاحب کے ابتدائی زمانہ تک قائم رہی بعد ازاں ۱۸۰۲ء میں رام گڑھیا سکھوں نے پوری ریاست پر قبضہ کر لیا اور اس خاندان کو ریاست کپورتھلہ میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ یہ خاندان مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانہ میں ۱۸۳۴ء کے لگ بھگ واپس قادیان آیا جبکہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو اپنی خاندانی ریاست میں سے پانچ گاؤں واپس مل گئے۔

مارچ ۱۸۴۹ء میں صوبہ پنجاب سلطنت انگریزی کی عملداری میں آ گیا تو یہ جاگیر ضبط ہوگئی۔ تاہم قادیان اور اس کے گردونواح کے مواضعات پر حقوق مالکانہ قائم رہے۔

ولادت مہدی آخر الزمان

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ۱۳ ر فروری ۱۸۳۵ء بمطابق ۱۴ ر شوال ۱۲۵۰ھ بروز جمعہ نماز فجر کے وقت پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام چراغ بی بی تھا جو موضع ایمہ ضلع ہوشیار پور کے ایک معزز مغل خاندان کی فرد تھیں اور فیاضی، مہمان نوازی اور غرباء پروری میں مشہور تھیں۔

حضور کی پیدائش دنیائے اسلام کے مشہور ہسپانوی صوفی حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی پیشگوئی کے مطابق توأم ہوئی۔

خدا نما بچپن

آپ کا بچپن معجزانہ طور پر نہایت پاکیزہ تھا۔ آپ خلوت پسندی اور متانت و شائستگی میں دوسرے تمام بچوں سے بالکل ممتاز تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی تربیت ہی ایسے رنگ میں فرمائی کہ شروع سے ہی عبادت الٰہی کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ آپ کے ایام طفولیت کا عجیب واقعہ ہے کہ آپ اپنے ساتھ کے بعض بچوں سے کہا کرتے تھے کہ دعا کرو کہ خدا مجھے نماز نصیب کرے۔

یہ فقرہ بظاہر نہایت مختصر ہے مگر اس سے عشق الٰہی کی اُن لہروں کا پتہ چلتا ہے جو نہایت بچپن کی عمر سے آپ کے قلب صافی میں گویا سمندر کی طرح موجزن تھیں۔ آپ خود فرماتے ہیں:۔

المسجد مکانی والصالحون اخوانی
وذکر اللہ مالی وخلق اللہ عیالی

یعنی مسجد میرا مکان، صالحین میرے بھائی یاد الٰہی میری دولت اور مخلوق خدا میرا کنبہ ہے۔

ان پاکیزہ عادات و خصائل ہی کا نتیجہ تھا کہ جس نے بھی بصیرت کی نگاہ سے دیکھا آپ کا والہ و شیدا ہوگیا۔ ایک دفعہ آپ مولوی غلام رسول صاحب (قلعہ میاں سنگھ) کے پاس گئے۔ حضور ابھی بچے ہی تھے۔ مولوی صاحب نے جو ولی اللہ اور صاحب کرامات تھے آپ پر محبت و شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا:

"اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے"

دور تعلیم:: اُس زمانہ میں جہالت کا دور دورہ تھا اور تعلیم کی طرف لوگوں کی توجہ بہت کم تھی۔ لیکن جناب الٰہی کی طرف سے چونکہ آپ کو اصلاح خلق اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا عظیم الشان کام سپرد ہونے والا تھا اس لئے اُس نے آپ کے والدِ بزرگوار کے دل میں آپ کی تعلیم کا شوق پیدا کر دیا جنہوں نے دنیوی تفکرات اور اقتصادی مشکلات کے باوجود ابتدائی تعلیم دلانے میں گہری دلچسپی لی۔ اور بعض اساتذہ کو گھر پر تعلیم دینے کیلئے مقرر فرمایا۔

چنانچہ حضرت اقدسؑ اپنی ذاتی سوانح میں لکھتے ہیں:۔

"میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خوان معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر قریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خوان مولوی صاحب میری تربیت کیلئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم میں خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اُن کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کیلئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ جہاں تک خدا نے چاہا حاصل کیا"۔ (کتاب البریہ صفحہ 161 حاشیہ)

محمدی کالج کے مثالی شاگرد

یہ اساتذہ کوئی بلند پایہ عالم نہ تھے کیونکہ اُس وقت علم بالکل مفقود تھا اور فارسی اور عربی کی چند کتب کا پڑھ لینے والا بڑا عالم خیال کیا جاتا تھا۔ ہاں اس تعلیم کا اس قدر نتیجہ ضرور ہوا کہ آپ کو فارسی اور عربی پڑھنی آ گئی اور فارسی میں اچھی طرح سے اور عربی میں

قدرے قلیل آپ بولنے بھی لگ گئے۔ جہاں تک علومِ دین کا تعلق ہے تو وہ آپ نے باقاعدہ طور پر کسی اُستاد سے حاصل نہیں کئے۔ اُن علوم میں روحانی طور پر آپ کو اگر کسی مقدس وجود کی شاگردی کا فخر حاصل ہوا تو وہ صرف اور صرف حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ تھے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمد

آپ کا الہام ہے ”کل برکة من محمد صلی الله علیه وسلم فتبارک من علم وتعلم“۔

(براہین احمدیہ جلد ۳ صفحہ 239 حاشیہ)

یعنی ہر ایک برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے تعلیم دی یعنی آنحضرت ﷺ اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا وہ ہے جس نے تعلیم پائی۔

آپ پندرہ سولہ برس کے تھے کہ آپ کی شادی آپ کے سگے ماموں مرزا جمعیت بیگ کی صاحبزادی حرمت بی بی صاحبہ سے ہوگئی جس کے نتیجہ میں آپ کے ہاں دو فرزند صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب بالترتیب قریباً 1853ء اور 1855ء میں پیدا ہوئے۔ مگر یہ حیرت انگیز بات ہے کہ شادی کے باوجود آپ کی خلوت نشینی میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔

حضرت مولوی فتح الدین صاحب دھرم کوٹی حضور کے اس ابتدائی زمانہ کے متعلق بیان کرتے ہیں،

”میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور کئی مرتبہ حضور کے پاس ہی رات کو بھی قیام کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ آدھی رات کے قریب حضرت صاحب بہت بیقراری سے تڑپ رہے ہیں اور ایک کونہ سے دوسرے کونہ کی طرف تڑپتے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے کہ ماہی بے آب تڑپتی ہے یا کوئی مریض شدت درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہوتا ہے۔ میں اس حالت کو دیکھ کر سخت ڈر گیا اور بہت فکرمند ہوا اور دل میں کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ اُس وقت میں پریشانی میں ہی مبہوت لیٹا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ حالت جاتی رہی صبح میں نے اس واقعہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا کہ رات کو میری آنکھوں نے اس قسم کا نظارہ دیکھا ہے کیا حضور کو کوئی تکلیف تھی یا درد گردہ وغیرہ کا دورہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ”میاں فتح دین کیا تم اُس وقت جاگتے تھے؟ اصل بات یہ ہے کہ جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو جو مصیبتیں اس وقت اسلام پر آرہی ہیں اُن کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے اور یہ اسلام ہی کا درد ہے ... ہمیں اس طرح بے قرار کر دیتا ہے“ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 29۔ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

پہلی بار زیارت مصطفیٰ ﷺ

اپنی عمر کے اس پہلے حصہ میں جبکہ آپ ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھے آپ کو پہلی بار زیارتِ نبوی کا شرف حاصل ہوا اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا نما حسین وجمیل چہرے کے ہمیشہ کیلئے گرویدہ ہوگئے اور آنحضور کی محبت وعقیدت آپ کے وجود کے ذرّہ ذرّہ میں سرایت کرگئی۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

”میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی اونچی ہوگئی ہے حتیٰ کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور میں نے دیکھا کہ اُس وقت آپ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اُس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں اور میں ذوق اور وجد کے ساتھ آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور میرے آنسو بہہ رہے تھے پھر میں بیدار ہوگیا اور اُس وقت بھی میں کافی رو رہا تھا“ (آئینہ کمالات اسلام 549)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس سے آپ کو شروع ہی سے ایسا والہانہ عشق تھا کہ اگر کوئی شخص آنحضور کی شانِ مبارک میں ذرا سی بات کہتا تو آپ کا چہرۂ مبارک یکایک سرخ ہو جاتا اور آنکھیں متغیر ہو جاتیں۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو بس والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا۔

قرآن مجید سے والہانہ محبت

ایک بے مثال عاشقِ رسول کی حیثیت سے آپ کو جوانی میں بھی سب سے زیادہ محبت کتاب اللہ سے تھی۔ آپ سارا سارا دن مسجد میں بیٹھے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا اس کو پڑھتے اور اُس پر نشان کرتے رہتے تھے اور میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اُس کو پڑھا ہو۔

قرآن مجید کے علاوہ آپ غیر مذاہب خصوصاً عیسائیت کا لٹریچر بھی بکثرت مطالعہ فرمایا کرتے اور اسلام کے خلاف پادریوں کے اعتراضات جمع کیا کرتے تھے تا اُن کا جواب دے سکیں۔ حضور خود فرماتے ہیں:۔

”اُن دنوں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے“

(حیات النبی جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

قیام سیالکوٹ کا یادگار زمانہ

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اپنی زندگی دین کیلئے وقف کئے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درگاہ میں گویا ملازم ہو چکے تھے دنیاوی مشاغل سے فطری طور پر آپ کو کوئی مناسبت نہ تھی۔ اور یہی چیز آپ کے والد ماجد کیلئے سخت تشویش واضطراب کا موجب بنی ہوئی تھی اور انہیں دنیاوی نقطۂ نگاہ سے آپ کا مستقبل سخت تاریک نظر آتا تھا۔ شادی کے بعد اُنہوں نے آپ پر زور دینا شروع کیا کہ یا تو ملازمت کرلیں یا خاندانی زمینداره کے انتظام اور مقدمات کی پیروی میں آپ کا ہاتھ بٹائیں۔ ایک دفعہ اُنہوں نے ایک شخص کے ذریعہ پیغام دے کر آپ کو بلایا اور فرمایا میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں کسی معزز عہدے پر ملازم کرادوں۔ لیکن آپ نے یہ لطیف جواب دیا کہ ”میں تو جس کا نوکر ہونا تھا ہو چکا“ لیکن زمینداره کاموں کے بارہ میں حضرت والد صاحب کا دباؤ بالآخر غالب آگیا اور آپ کو اپنے باپ کی فرمانبرداری کیلئے اپنی خواہش اور طبعی میلان کے صریح خلاف زمانہ دراز تک زمینداری کاموں اور مقدمات میں مصروف رہنا پڑا جیسا کہ حضور تحریر فرماتے ہیں۔

”میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ بنا رہتا تھا۔ اُن کی ہمدردی اور مہربانی میرے پر نہایت درجہ پر تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ دنیاداروں کی طرح مجھے رو بہ خلق بناویں اور میری طبیعت اس طریق سے سخت بیزار تھی۔ ایک مرتبہ ایک صاحب کمشنر نے قادیان میں آنا چاہا۔ میرے والد صاحب نے بار بار مجھ کو کہا کہ اُن کی پیشوائی کیلئے دو تین کوس جانا چاہئے۔ مگر میری طبیعت نے نہایت کراہت کی اور میں بیمار بھی تھا اس لئے نہ جاسکا۔ پس یہ امر بھی اُن کی ناراضگی کا موجب ہوا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ میں دنیوی امور میں ہر دم غرق رہوں جو مجھ سے نہیں ہوسکتا تھا۔ مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کیلئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے کیلئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کردیا تھا اور اُن کیلئے دعا میں بھی مشغول رہتا تھا“۔

حضور کو اِن مقدمات کے سلسلہ میں بٹالہ، گورداسپور۔ ڈلہوزی، امرتسر اور لاہور کے متعدد سفر اختیار کرنے پڑے۔

آپ کا معمول تھا کہ جس صبح کو مقدمہ پر جانا ہوتا آپ اُس سے قبل عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد فرماتے مجھ کو مقدمہ کی تاریخ پر جانا ہے۔ میں والد صاحب کے حکم کی نافرمانی نہیں کرسکتا دعا کرو کہ اس مقدمہ میں حق حق ہو جائے اور مجھے مخلصی ملے۔ میں نہیں کہتا کہ میرے حق میں ہو۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ حق کیا ہے۔ پس جو اُس کے عِلم میں حق ہے اُس کی تائید اور فتح ہو۔ اس کے بعد آپ خود بھی دیر تک مصروف دعا رہتے اور حاضرین بھی۔

(حیات النبی صفحہ 186)

اس دور میں آپ کے تین اوصاف بالکل نمایاں ہوکر سامنے آگئے۔ اوّل راست گفتاری، دوم منکسر المزاجی، سوم تعلق باللہ، یہ زمانہ خدائی مشیت کے ماتحت ایک روحانی ٹریننگ کا زمانہ تھا جس میں آپ نے ”دست با کار ودل بایار“ کا محیر العقول نمونہ پیش کیا۔

ان مقدمات میں آپ نماز کی ادائیگی کو ہر صورت میں مقدم رکھتے تھے۔ عین کچہری کی کارروائی کے دوران نماز کا وقت آتا تو کمال محویت اور ذوق وشوق سے مصروف نماز ہو جاتے۔

1864ء سے 1868ء تک آپ حضرت والد صاحب کے خصوصی حکم کے ماتحت سیالکوٹ میں اہلمد متفرقات کی اسامی پر ملازم رہے جہاں آپ کو مسلسل چار سال تک عیسائیت کے خلاف تبلیغی جہاد کرنے کا موقع ملا۔ اُس وقت ملک میں انگریزی حکومت مستحکم ہوچکی تھی جو شروع ہی سے پورے ہندوستان کو عیسائیت کی آغوش میں دینے کی پالیسی پر عمل پیرا تھی۔ چنانچہ برطانوی پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر ینگلس نے اپنی ایک تقریر میں کہا:۔

”خداوند تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان کی سلطنت انگلستان کے زیرنگیں ہے تاکہ عیسیٰ مسیح کی فتح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے“۔

(”علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے“ از مولانا سید محمد میاں صاحب ناظم جمیعۃ العلماء ہند صفحہ ۲۵-۲۶)

اِسی طرح وزیر ہند نے 1862ء میں دارالعوام اور دارالامراء کے نمائندہ وفد سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

”میرا یہ ایمان ہے کہ ہر وہ نیا عیسائی جو ہندوستان میں عیسائیت قبول کرتا ہے انگلستان کے ساتھ ایک نیا رابطہ اتحاد بنتا ہے اور ایمپائر کے استحکام کیلئے ایک نیا ذریعہ ہے“

(The Mission صفحہ 234 از R.Clork مطبوعہ لندن 1904)

مسیحی مشنری وسط ایشیا میں عیسائیت کی ترقی کیلئے پنجاب کو قدرتی بنیاد یقین کرتے تھے۔ (ایضاً) اور سیالکوٹ کا سکاچ مشن تو ملک کی دفاعی سکیم کے ماتحت جاری ہوا تھا۔

حضرت اقدسؑ کا سیالکوٹ میں جن پادریوں سے اکثر مذہبی تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہتا اُن میں پادری بٹلر ایم اے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ صاحب سکاچ مشن کے نامی گرامی فاضل تھے جو حضور کی تقریروں اور دلائل سے بہت متاثر تھے۔ وہ اکثر دفتر کے آخری اوقات میں آپ کی خدمت میں آجاتے اور آپ کے ہمراہ آپ کے مکان تک چلے جاتے اور وہاں بیٹھ کر بڑی توجہ سے آپ کی باتیں سنتے رہتے تھے۔ بعض عیسائیوں نے پادری صاحب کو روکا مگر اُنہوں نے جواب دیا:۔

”یہ ایک عظیم الشان آدمی ہے جو اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ تم اس کو نہیں سمجھتے۔ میں سمجھتا ہوں“۔

(الحکم 7 اپریل 1939 صفحہ 3)

اُن دنوں مرزا امراد بیگ صاحب جالندھری مدیر اخبار ”وزیر ہند“ (جو مرزا مُوحد کہلاتے تھے اور عیسائیوں سے مناظرے کرتے رہتے تھے) اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کے علم کلام سے اپنے رنگ میں اخباری دنیا کو متعارف کراتے رہتے تھے وہ آپ کے جوش ایمانی، اچھوتے طرز استدلال اور زبردست دلائل پر بہت فریفتہ تھے۔

آپ جب سرکاری ملازمت میں آئے تو عام اہلکاروں میں تھے مگر جلد ہی لوگوں پر آپ کی خداداد قابلیت اور علمی شان کی دھاک بیٹھ گئی یہاں آپ کو حکمت الٰہی سے ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع کے انسانوں کا تجربہ حاصل ہوا۔(کتاب البریہ صفحہ 168) آپ ملازمت کو قیدخانہ سمجھتے تھے مگر دفتری کام پوری توجہ، محنت اور دیانت داری سے انجام دیتے اور باقی وقت آپ کا تبلیغ اسلام، خدمت خلق، عبادت اور تلاوت قرآن میں گذرتا تھا۔ شمس العلماء مولانا سید میر حسن صاحب کو (جو فلسفی شاعر ڈاکٹر محمد اقبال کے استاد تھے) اُن ایّام میں حضور سے اکثر ملاقات کا موقع ملتا تھا اُن کے دل میں حضور کے تبحر علمی، تبلیغی کمالات اور تقدس کا غیر معمولی اثر تھا۔ ایک بیان میں وہ فرماتے ہیں۔

''حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمرا نامی کشمیری کے مکان میں کرایہ پر رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے بیٹھ کر کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی''۔

آپ چار سال تک سیالکوٹ میں قیام فرما رہے اور 1868ء میں حضرت والد صاحب کے ارشاد پر ملازمت سے مستعفی ہو کر قادیان تشریف لے آئے۔ اور بدستور انہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا اور بسا اوقات آپ حضرت والد صاحب کو یہ کتابیں سنایا بھی کرتے تھے۔

آسمانی بادشاہت کی خوشخبری

اسی سال کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے بٹالہ میں محض اللہ کی رضا کیلئے ایک مناظرہ سے دستکشی اختیار فرمائی اور عوام کے غیظ وغضب کی پروانہ کرتے ہوئے یہ نعرہ حق بلند کیا کہ کتاب اللہ اور حدیث رسولؐ اللہ کے مقابل کسی کا قول حجت نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اظہارِ خوشنودی کرتے ہوئے الہام فرمایا کہ:۔

''خدا تیرے اِس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''۔

کچھ عرصہ بعد آپ کو ریاست کپورتھلہ کی طرف سے سررشتہ تعلیم کی افسری کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے معذرت کر دی اور حضرت والد صاحب کی خدمت میں عرض کیا میں کوئی نوکری کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ دو جوڑے کھدر کے کپڑوں کے بنا دیا کرو اور روٹی جیسی بھی ہو بھیج دیا کرو۔

اس کے بعد آپ نے اُن کی خدمت میں فارسی زبان میں تحریری درخواست پیش کی کہ میں چاہتا ہوں کہ باقی عمر گوشہ تنہائی اور کنج عزلت میں بسر کروں اور عوام اور اُن کی مجالس سے علیحدگی اختیار کروں اور اللہ سبحانہ کی یاد میں مصروف ہو جاؤں تا تلافی مافات کی صورت پیدا ہو جائے۔

سنت اہلبیت نبوی کی تعمیل میں نو ماہی روزے

1872ء سے آپ نے منشور محمدی (بنگلور) اور بعض دوسرے ملکی رسائل میں اسلام کی تائید اور غیر مسلموں کے اعتراضوں کے ردّ میں مضامین لکھنے شروع کئے۔ 1875ء کے آخر میں آپ کو بذریعہ خواب یہ تحریک ہوئی کہ آپ سنتِ اہلبیتِ رسالت کے مطابق انوارِ سماوی کی پیشوائی کیلئے روزے رکھیں جس پر آپ نے مخفی طور پر آٹھ یا نو ماہ تک مسلسل روزے رکھے۔ گھر سے جو کھانا آتا وہ آپ یتیم بچوں میں تقسیم کر دیتے اور خود روٹی کے چند لقموں پر گذارہ کرتے تھے اس عظیم مجاہدہ کی نسبت حضور فرماتے ہیں۔

''اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس اُمت میں گذر چکے ہیں اُن سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع حسنین وعلی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔ غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اس کے انوار رُوحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقتِ تحریر سے باہر ہے وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے اُن کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ اُن کو دیکھ کر نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور رُوح کو لذّت آتی تھی''۔

(کتاب البریہ صفحہ 164)

آسمانی کفالت کی حیرت انگیز بشارت

2 جون 1876ء کو آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ وفات سے چند گھنٹہ قبل آپ کو بذریعہ الہام اس روح فرسا حادثہ کی خبر دی گئی اور ساتھ ہی یہ بھاری بشارت ملی کہ سایہ پدری سے محرومی کے بعد زمین و آسمان کا خدا آپ کو اپنی کفالت میں لے لے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

''تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا والسماء والطارق یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضاء و قدر کا منبع ہے اور قسم ہے اُس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہوگا۔ اور مجھے سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور عزا پرسی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی تمہارا والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہو جائے گا''۔

(کتاب البریہ صفحہ 159)

نیز فرماتے ہیں:۔

''جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت اللہ جلشانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا جو میں نے ابھی ذکر کیا ہے تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلاء ہمیں پیش آئے گا۔ تب اُسی وقت یہ دوسرا الہام ہوا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے؟ اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے اُس خدائے عزوجل کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُن نے اپنے مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے مجھے سچا کر دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز متکفل نہیں ہوگا۔ میرے پر اس کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ بالکل محال ہے کہ میں اُن کا شمار کر سکوں۔ اور میرے والد صاحب اُسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے۔ یہ ایک پہلا دن تھا جو میں نے بذریعہ خدا کے الہام کے ایسا رحمت کا نشان دیکھا جس کی نسبت میں خیال نہیں کر سکتا کہ میری زندگی میں کبھی منقطع ہو''

(کتاب البریہ صفحہ 163-162)

حضرت والد صاحب کے انتقال کے بعد ایک تغیر عظیم یہ رونما ہوا کہ بڑے زور شور سے سلسلہ مکالماتِ الٰہیہ جاری ہو گیا۔

قلمی معرکے

1878-79ء میں آپ کے آریہ سماج اور برہمو سماج کے لیڈروں سے زبردست قلمی معرکے ہوئے جن میں اسلام کو مسلسل فتوحات حاصل ہوئیں۔ مشہور صحافی مولانا سید حبیب مدیر ''سیاست'' لکھتے ہیں:۔

''اُس وقت کہ آریہ اور مسیحی مبلغ اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے اِکے دُکے جو عالمِ دین بھی کہیں موجود تھے وہ ناموسِ شریعت حقہ کے تحفظ میں مصروف ہو گئے۔ مگر کوئی زیادہ کامیاب نہ ہوا۔ اُس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اُترے اور اُنہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ اپدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیہ کر لیا...... مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے'' (تحریک قادیان صفحہ 207-210۔ از مولانا سید حبیب صاحب مطبوعہ 1933ء مقبول عام پریس لاہور)

اشاعت براہین احمدیہ کا زبردست معرکہ

اس تبلیغی جنگ میں جبکہ سب اسلام دشمن تحریکیں منظم شکل میں اسلام پر حملہ آور تھیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پہلی اور شہرہ آفاق تصنیف براہین احمدیہ (1880-1884ء میں) منظر عام پر آئی جس نے مخالفین اسلام کے کیمپ میں کھلبلی مچا دی اور مسلمانوں میں جو کفر کے پے در پے حملوں سے نڈھال ہو کر آخری سسکیاں لے رہے تھے زندگی کی ایک زبردست برقی لہر دوڑ گئی اور اس کتاب کو اسلامی مدافعت کا بہترین شاہکار قرار دیا گیا۔

چنانچہ مشہور اہل حدیث عالم ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے اس پر مفصل ریویو شائع کیا اور آپ کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین ادا کرتے ہوئے لکھا:۔

''ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی ولسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔

ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کے نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اُٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آ کر تجربہ و مشاہدہ کر لے۔ اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو''

(اشاعت السنة جلد ہفتم نمبر ۶ صفحہ 169-170)

تبصرہ کے آخری الفاظ یہ تھے۔

''اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی اس کتاب کو بچشم انصاف پڑھنے اور ہمارے ریویو کو دیکھنے والوں کی نظروں میں مخفی نہ رہے گی۔ لہٰذا بحکم ''ھل جزاء الاحسان الا الاحسان'' کافہ اہل اسلام پر (اہل حدیث ہوں خواہ حنفی شیعہ ہوں خواہ سنی وغیرہ) اس کتاب کی نصرت اور اس کی مصارفِ طبع کی اعانت واجب ہے۔ مؤلف براہین احمدیہؑ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے۔ اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبوت محمدیہؐ سے (جس سے وہ اپنے الہامات وخوارق مراد رکھتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کر لے''

(''اشاعة السنة'' جلد ہفتم نمبر ۶ صفحہ ۳۴۸)

لدھیانہ کے باکمال بزرگ حضرت صوفی احمد جان صاحب نے اشتہار دیا کہ:۔

''عالی جناب، فیض رسانِ عالم، معدنِ جود و کرم، حجة الاسلام، برگزیدہ، خاص و عام حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب دام برکاتہم رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب نے ایک کتاب مسمی براہین احمدیہؑ سلیس اردو زبان میں جس کی ضخامت قریب تین سو جز

کے ہے۔ چاروں دفتر جو کہ قریباً 35 جزو ہیں نہایت خوشخط چھپ بھی گئے ہیں اور باقی وقتاً فوقتاً چھپتے جائیں گے اور خریداروں کے پاس پہنچتے رہیں گے۔

یہ کتاب دین اسلام اور نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی حقانیت کو تین سو مضبوط دلائل عقلی اور نقلی سے ثابت کرتی ہے۔ اور عیسائی آریہ نیچریہ ہنود اور برہمو سماج وغیرہ جمیع مذاہب مخالف اسلام کو ازروئے تحقیق رد کرتی ہے۔ حضرت مصنف نے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام یا مکذب اسلام تمام دلائل یا نصف یا خمس تک بھی رد کر دے تو مصنف صاحب اپنی جائیداد دس ہزار روپے کی اس کے نام منتقل کر دیں گے چنانچہ یہ اشتہار براہین احمدیہ کے حصہ اول میں درج ہے۔ یہ کتاب مشرکین و مخالفین اسلام کی بیخ و بنیاد کو اُکھاڑتی ہے اور اہل اسلام کے اعتقادات کو ایسی قوت بخشتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام کیا نعمت عظمیٰ ہے اور قرآن شریف کیا دولت ہے۔ اور دین محمدیؐ کیا صداقت ہے...... اس چودھویں صدی کے زمانہ میں کہ ہر ایک مذہب وملت میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ بقول شخصے کافر نئے نئے ہیں مسلماں نئے نئے ایک ایسی کتاب اور ایک ایسے مجدد کی بے شک ضرورت تھی جیسی کہ کتاب براہین احمدیہ اس کے مؤلف جناب مخدومنا مولانا مرزا غلام احمدؐ صاحب دام فیوضہ ہیں جو ہر طرح سے دعویٰ اسلام کو مخالفین پر ثابت فرمانے کیلئے موجود ہیں۔ جناب موصوف عامی علماء اور فقراء میں سے نہیں بلکہ خاص اس کام پر منجانب اللہ مامور اور ملہم اور مخاطب الٰہی ہیں۔ ...... سن شریف حضرت کا قریباً چالیس یا پینتالیس ہوگا۔ اصلی وطن اجداد کا قدیم ملک فارس معلوم ہوتا ہے۔ نہایت خلیق، صاحب مروت وحیا جوان رعنا، چہرہ سے محبت الٰہی ٹپکتی ہے۔ اے ناظرین میں سچی نیت اور کمال جوش صداقت سے التماس کرتا ہوں کہ بے شک وشبہ جناب میرزا صاحب موصوف مجدد وقت اور طالبان سلوک کیلئے کبریت احمر اور سنگ دلوں کے واسطے پارس اور تاریک باطنوں کے واسطے آفتاب اور گمراہوں کے لئے خضر اور منکرین اسلام کے واسطے سیف قاطع اور حاسدوں کے واسطے حجۃ بالغہ ہیں۔ یقین جانو کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا۔ آگاہ ہو کہ امتحان کا وقت آ گیا ہے اور حجت الٰہی قائم ہو چکی ہے اور آفتاب عالمتاب کی طرح بدلائل قطعیہ ایسا ہادی کامل بھیج دیا ہے کہ سچوں کو نور بخشے اور ظلمات وضلالت سے نکالے اور جھوٹوں پر حجت قائم کرے۔"

مولانا محمد شریف صاحب مدیر اخبار "منشور محمدی" بنگلور نے یہ تبصرہ کیا کہ:

"...... مدت سے ہماری آرزو تھی کہ علمائے اہل اسلام سے کوئی حضرت جن کو خدا نے دین کی تائید اور حمایت کی توفیق دی ہے کوئی کتاب ایسی تصنیف یا تالیف کریں جو زمانہ موجودہ کی حالت کے موافق ہو اور جس میں دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثبوت نبوت پر قائم ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو بھی بر آئی۔ یہ وہی کتاب ہے جس کی تالیف یا تصنیف کی مدت سے ہم کو آرزو تھی۔ براہین احمدیہ ملقب بہ البراہین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ جس میں مصنف زاد قدرہ اللھم متع المسلمین بطول حیاتہ نے تین سو براہین قطعیہ عقلیہ سے حقیقت قرآن اور نبوت محمدیہ کو ثابت کیا ہے۔ افضل العلماء فاضل جلیل جرنیل فخر اہل اسلام ہند مقبول بارگاہ صمد جناب مولوی میرزا غلام احمدؐ صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کی تصنیف ہے۔ سبحان اللہ کیا تصنیف منیف ہے کہ جس سے دین حق کا لفظ لفظ سے ثبوت ہو رہا ہے۔ ہر ہر لفظ سے حقیت قرآن و نبوت ظاہر ہو رہی ہے۔ مخالفوں کو کیسے آب وتاب سے دلائل قطعیہ سنائے گئے ہیں ...... اب روئے کلام مسلمانوں کی طرف ہے۔ بھائیو! کتاب براہین احمدیہ ثبوت قرآن ونبوت میں ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے کہ جس کا ثانی نہیں۔ مصنف نے اسلام کو ایسی کوششوں اور دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ ہر منصف مزاج یہی سمجھے گا کہ قرآن کتاب اللہ اور نبوت پیغمبر آخر الزمان حق ہے۔ دین اسلام منجانب اللہ اور اس کا پیرو حق آگاہ ہے"

(منشور محمدیؐ بنگلور ۲۵ رجب المرجب ۱۳۰۰ھ صفحہ ۲۱۴۔۲۱۷)

کئی ماہ کے بعد پھر لکھا:

"اس کتاب کی زیادہ تعریف کرنی ہماری حد امکان سے باہر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جس تحقیق و تدقیق سے اس کتاب میں مخالفین اسلام پر حجت اسلام قائم کی گئی ہے وہ کسی کی تعریف وتوصیف کی محتاج نہیں۔

حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

مگر اتنا تو کہنے سے ہم بھی دریغ نہیں کر سکتے کہ بلاشبہ کتاب لاجواب ہے"

(منشور محمدیؐ جمادی الآخر ۱۳۰۰ھ صفحہ ۱۹۵۔۱۹۶)

ماموریت کا تاریخی الہام

مارچ ۱۸۸۲ء یعنی تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں آپ کو ماموریت کا تاریخی الہام ہوا جس کی بناء پر آپ نے بذریعہ اشتہارات مارچ ۱۸۸۵ء میں مامور ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ یہ الہام قریباً ستر فقرات پر مشتمل تھا جس کے ابتدائی کلمات یہ تھے۔

یا احمد بارک اللہ فیک۔ مارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمیٰ الرحمن علم القرآن۔ لتنذر قوماً ماانذر اباؤھم۔ ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل انی امرتُ وانا اوّل المؤمنین۔ (براھین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۳۸ تا ۲۴۳)

"یعنی اے احمد! اللہ نے تجھے برکت دی ہے پس جو وار تو نے دین کی خدمت میں چلایا ہے وہ تو نے نہیں چلایا بلکہ دراصل خدا نے چلایا ہے۔ خدا نے تجھے قرآن کا علم عطا کیا ہے تا کہ تو ان لوگوں کو ہوشیار کرے جن کے باپ دادے ہوشیار نہیں کئے گئے اور تا مجرموں کا راستہ واضح ہو جاوے۔ لوگوں سے کہدے کہ مجھے خدا کی طرف سے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں"۔

ماموریت کے اس پہلے الہام میں جہاں مستقبل میں رُونما ہونے والے بعض اہم واقعات کی خبر دی گئی وہاں یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ آپ قرآنی پیشگوئی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ...... الخ کے مصداق ہیں اور آپ ہی وہ موعود اقوام عالم ہیں جس کے ہاتھوں حجت وبرہان کی رو سے اسلام کا عالمگیر روحانی غلبہ مقدر ہے۔ اس طرح اس الہام میں آپ کی شانِ ماموریت کی نشان دہی کر دی گئی گو اس کی تفصیلات کا انکشاف آپ پر ربانی سنت کے مطابق بعد میں تدریجی ہوا۔

جس کے مطابق آپ برابر اعلان کرتے رہے جیسا کہ تحریر فرماتے ہیں:۔

ا۔ جب خدا تعالیٰ نے ...... مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کیلئے مامور فرمایا...... تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کیلئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں ...... پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر تبصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس اُمت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو سال پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲)

اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ 149-150)

"خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کیلئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا"

(ایضاً صفحہ 150 حاشیہ)

۳۔ "صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ ومخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں میں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 68)

نیز وضاحت فرمائی کہ "اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ ومخاطبہ ہرگز نہ پاتا" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۰)

موعود خاندان اور مبشر اولاد

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کئی سال سے یہ الہامی بشارت مل چکی تھی کہ دہلی کے ممتاز سادات خاندان میں آپکی شادی ہوگی اور اس کا سب سامان جناب الٰہی کی طرف سے کیا جائے گا۔

(تریاق القلوب صفحہ ۶۴۔۶۳)

اسی پیشگوئی کے مطابق ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو حضرت خواجہ میر دردؒ کے مشہور خاندان میں جو مشاہیر اکابر سادات دہلی میں سے ہے آپ کی شادی ہوئی اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ دہلوی کی دختر نیک اختر حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم آپ کے عقد میں آئیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں ایک نہایت مبارک اور مقدس نسل کی بنیاد رکھی گئی۔ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن مبارک سے پانچ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ ۱۔ صاحبزادی عصمتؓ۔ ۲۔ بشیر اولؓ۔ ۳۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ۔ ۴۔ صاحبزادی شوکتؓ۔ ۵۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ ۶۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ۔ ۷۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ۔ ۸۔ حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ۔ ۹۔ صاحبزادی سیدہ امۃ النصیر صاحبہؓ۔ ۱۰۔ حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ۔

یہ ساری اولاد جو نسل سیدہ ہے خدائی بشارتوں کے ماتحت پیدا ہوئی اور ہر ایک بچہ کی ولادت سے پہلے اُس کی الہاماً خبر دی گئی حضور فرماتے ہیں:۔

"چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاول کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کیلئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۶۵ طبع اوّل)

عالمگیر دعوت اسلام

حضرت اقدس علیہ السلام نے ۱۸۸۵ء میں اپنے دعویٰ ماموریت پر جو اشتہارات شائع فرمائے وہ اردو۔ انگریزی میں بیس ہزار کی تعداد میں تھے جنہیں آپ نے دنیا بھر کے بادشاہوں، وزیروں، مذہبی لیڈروں اور دوسری نامور شخصیتوں کو باقاعدہ

رجسٹری کرا کے مع ایک خط کے بھجوایا تھا جس میں جملہ اہلِ مذاہب کو نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی کہ اگر وہ طالب صادق بن کر ایک سال تک قادیان میں قیام کریں تو ضرور اپنی آنکھوں سے دین اسلام کی حقانیت کے چمکتے ہوئے نشان مشاہدہ کر لیں گے۔
(تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۱-۱۶)

اس دعوت کی بازگشت خاص طور پر امریکہ میں سنائی دی۔ اُن دنوں امریکہ کے مشہور روزنامہ "ڈیلی گزٹ" کے ایڈیٹر مسٹر الیگزنڈر وب تھے جو حکومت کی طرف سے سفیر فلپائن بھی رہ چکے تھے۔ انہیں حضور کا انگریزی اشتہار ملا تو انہوں نے حضور سے خط و کتابت شروع کر دی جس کے نتیجہ میں وہ مسلمان ہو گئے اور یوں امریکہ میں تبلیغ اسلام کا آغاز ہوا۔
(رسالہ "تائید حق" صفحہ ۸۳-۸۴ (از حضرت مولانا حسن علی صاحب بھاگلپوریؓ)

بیعت کا اشتہار عام

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے مصلح موعود کی ولادت کے معاً بعد ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو حسب فرمودۂ ایزدی بیعت کا عام اشتہار دیا اور اس میں بیعت کیلئے درج ذیل دس شرائط تجویز فرمائیں جو جماعت احمدیہ کے عالمی روحانی نظام کے چارٹر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اوّل:: بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے۔ شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:: یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:: یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم:: یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:: یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:: یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:: یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:: یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو"

حضور نے مزید لکھا کہ "متحملین شرائط متذکرہ بالا کو عام اجازت ہے کہ بعد ادائے استخارۂ مسنونہ اس عاجز کے پاس بیعت کرنے کیلئے آویں"۔

شرائط بیعت شائع ہو چکیں تو حضرت اقدس علیہ السلام نے لدھیانہ میں ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء کو ایک اور اشتہار دیا جس میں سلسلہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا:۔

"یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کیلئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کیلئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آ سکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کیلئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں، یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کیلئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کیلئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے) خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھیراوے اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگیوں کے ازالہ کیلئے دن رات کوشش کرتا رہوں اور ان کیلئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور ان کیلئے وہ روح قدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے کامل جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور اس روح خبیث کی تسخیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفس امارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو میں بتوفیقہ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا بلکہ ان کی زندگی کیلئے موت تک دریغ نہیں کروں گا اور ان کیلئے خدا تعالیٰ سے وہ رُوحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کیلئے جو داخل سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کیلئے اور اپنی قدرت دکھانے کیلئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی رُوح سے قوت دے گا۔ اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشین گوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزار ہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشو و نما دے وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اسکو نشو و نما دے گا یہاں تک کہ انکی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اُونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے وہ اس سلسلہ کے کامل تبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی اس ربّ جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے"

بیعت اولیٰ سے انقلاب عالم کا سنگ بنیاد

اس اشتہار میں حضور نے ہدایت فرمائی کہ بیعت کرنے والے اصحاب ۲۰ر مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔ ازاں بعد ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ بمطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے مکان واقعہ محلہ جدید میں بیعت اولیٰ کا آغاز ہوا۔

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ایک کچی کوٹھری میں (جو بعد میں دار البیعت کے نام سے موسوم ہوئی) تشریف فرما ہوئے حضور نے دروازے پر حافظ حامد علی صاحب کو مقرر کیا اور ارشاد فرمایا کہ جسے میں کہتا جاؤں اُسے بلاتے جاؤ۔ پہلے نمبر پر بیعت کرنے کی سعادت برصغیر کے ممتاز عالم دین حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب بھیرویؓ (طبیب شاہی مہاراجہ جموں و کشمیر) کو حاصل ہوئی۔

آپ کے بعد جن بزرگوں نے بیعت کی اُن میں حضرت شیخ محمد حسین صاحب خوشنویس مراد آبادی حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوریؓ حضرت مولوی عبد اللہ صاحب ساکن تنگی علاقہ چارسدہ، حضرت قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانوی حضرت میر عنایت علی صاحب لدھیانوی حضرت چوہدری رستم علی صاحب مدار ضلع جالندھر حضرت منشی اروڑے، خاں صاحب کپورتھلوی اور حضرت مولوی رحیم بخش صاحب سنوری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پہلے روز باری باری چالیس مخلصین کی بیعت ہوئی۔ اگلے روز دوسرے مبایعین کے علاوہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی اور حضرت محمد خاں صاحب اور تیسرے روز حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی جیسے عشاق بیعت سے مشرف ہوئے۔

خدا کی پاک جماعت کا یہی وہ ابتدائی قافلہ تھا جو آج سے ٹھیک ایک صدی قبل اپنے دل میں محبت الٰہی اور ہمدردی خلائق کی نئی شمعیں جلائے ہوئے اُٹھا تا دنیا کی چاروں اطراف میں برکاتِ اسلامی کی روشنی پھیلا کر ہر نوع کی ظلمتوں کو ہمیشہ کیلئے پاش پاش کر دے۔ یہ مبارک گروہ شروع میں گنتی کے صرف چند نفوس پر مشتمل تھا اور اسے مادی اعتبار سے باقی دنیا کے مقابل بظاہر اتنی بھی نسبت نہ تھی جتنی قطرے کو سمندر سے یا کنکر کو پہاڑوں سے ہوتی ہے۔ آسمان کے فرشتے اس جماعت کی شجاعت اور ہمتِ مردانہ پر حیران تھے مگر ظاہر پرستوں نے قدیم نوشتوں کے مطابق سخت عداوت برتی۔ مذاق اُڑایا اور بڑی رعونت سے کہا انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کیلئے کافی ہے آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں لیکن خدا کے برگزیدہ مسیح اور مقدس مہدی نے یہ پرشوکت جواب دیا:

"اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اس کی روشنی سے شناخت کرو گے"

(فتح اسلام صفحہ ۷۵)

بقیہ: دورہ بھارت از صفحہ نمبر 19

حضور انور نے فرمایا:

تربیت کے لئے جائزے لیتے رہنا چاہئے اور جیسا کہ میں نے کہا وہ جائزے اسی صورت میں لے سکتے ہیں جب آپ خود اپنے نمونے دکھا رہے ہوں گے، اپنے نمونے قائم کر رہے ہوں گے۔ تو صرف یہ نہ سمجھیں کہ آپ کو شوریٰ کی نمائندگی کا ایک اعزاز مل گیا ہے اور بس کام ختم ہو گیا۔ یہ آپ پر ایک ذمہ داری ڈال دی گئی ہے جس سے آپ کی خود اپنی بھی اصلاح ہونی چاہئے اور دوران سال آپ کو جماعت کی ترقی کے لئے جو بھی منصوبے یہاں بنائے گئے ہیں ان پر عملدرآمد کروانے کے لئے مقامی جماعتی نظام کی مدد بھی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب کے بعد شوریٰ کی مزید کارروائی سوا گیارہ بجے تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں جاری رہی۔ اس کے بعد ایجنڈا کی ایک تجویز پر قائم ہونے والی سب کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا جو ایک بجے تک جاری رہا۔

سرائے عبید اللہ کا معائنہ اور افتتاح

گیارہ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ ماریشس کی درخواست پر ان کے نئے تعمیر ہونے والے گیسٹ ہاؤس میں تشریف لے گئے۔ حضور انور نے گیسٹ ہاؤس کا معائنہ فرمایا اور وہاں جماعت احمدیہ ماریشس کے مقیم احباب کو شرف ملاقات بخشا۔ سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بھی بنوائیں۔ حضور انور نے دعا کے ساتھ اس گیسٹ ہاؤس کا افتتاح فرمایا اور اس کا نام "سرائے عبید اللہ" رکھا۔ یہ نام حضرت مولوی عبید اللہ صاحبؓ کے نام پر رکھا گیا۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے صحابی تھے اور قادیان مرکز سے ماریشس جانے والے دوسرے مبلغ تھے اور عین جوانی میں آپ نے خدمت دین کی حالت میں ماریشس میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ وطن سے دور ماریشس میں وفات پانے والے پہلے مبلغ سلسلہ تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں آپ کو ہندوستان کا پہلا شہید قرار دیا۔

فیملی ملاقاتیں

ماریشس گیسٹ ہاؤس "سرائے عبید اللہ" کے معائنہ اور افتتاح کے بعد حضور انور بارہ بج کر چالیس منٹ پر واپس دارالمسیح تشریف لے آئے جہاں فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو سوا ایک بجے تک جاری رہیں۔ اس دوران پاکستان اور ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے تعلق رکھنے والے 30 خاندانوں کے دو صد افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بھی بنوائیں۔

ایک بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222, 2248-1652
2243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

اعلانات نکاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آٹھ نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

1۔ عزیزہ امۃ المقیت نائلہ احمد صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب، امریکہ۔ ہمراہ عزیزم عمر فاتح احمد رفیع خان صاحب ابن ماجد احمد خان صاحب، پاکستان۔

2۔ سیدہ ماریہ احمد صاحبہ بنت سید مولود احمد صاحب، پاکستان ہمراہ علی میر احمد صاحب ابن ڈاکٹر میر مبارک احمد صاحب، امریکہ۔

3۔ عزیزہ در جمال مالا صاحبہ بنت ماجد احمد خان صاحب، پاکستان ہمراہ عزیزم عابد وحید خان صاحب ابن ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب مرحوم، UK۔

4۔ عزیزہ سعدیہ وحید صاحبہ بنت ظہیر احمد خان صاحب، پاکستان ہمراہ طارق احمد صاحب ابن مکرم محمود احمد صاحب، امریکہ۔

5۔ عزیزہ شائستہ ظفر صاحبہ بنت خالد ظفر صاحب، پاکستان ہمراہ حماد احمد خان صاحب ابن ظہیر احمد خان صاحب، پاکستان۔

6۔ سیدہ زرنہ اسد صاحبہ بنت مکرم سید اسد احمد شاہ صاحب ہمراہ عزیزم ڈاکٹر سید قمر احمد صاحب ابن سید توقیر مجتبیٰ صاحب، پاکستان۔

7۔ عزیزہ اسماء صدیقہ صاحبہ بنت محمد صادق شاہ صاحب ہمراہ سید سلمان احمد بخاری صاحب ابن مکرم سید مسعود احمد بخاری صاحب۔

8۔ عزیزہ امۃ الباسط صاحبہ بنت چوہدری محمود احمد صاحب قمر (مرحوم) ہمراہ محمد فاروق عارف صاحب ابن محمد صادق عارف صاحب، قادیان۔

نکاحوں کے اعلان کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

نماز جنازہ

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے ایک خاتون نصرت جہاں صاحبہ کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحومہ کرناٹک سے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے قادیان آئی تھیں۔ جلسہ کے دوران دل کی تکلیف ہوئی اور وفات پا گئیں۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے آئے۔

مجلس شوریٰ بھارت کا دوسرا اجلاس

تین بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں مجلس شوریٰ بھارت کا دوسرا اجلاس مسجد اقصیٰ میں شروع ہوا۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ساڑھے چار بجے اختتام کو پہنچا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے از راہ شفقت مجلس شوریٰ کے تمام نمائندگان کو شرف مصافحہ بخشا۔ ساتھ ساتھ تصاویر بھی کھینچی جا رہی تھیں۔

فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے جہاں فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ہندوستان اور پاکستان کی مختلف جماعتوں کی 30 فیملیز کے دو صد افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا سات بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

اعلانات نکاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم محمد انعام غوری صاحب ناظر اصلاح وارشاد قادیان نے دس نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دوران از راہ شفقت تشریف فرما رہے۔ نکاحوں کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی رہائشگاہ دارالمسیح تشریف لے آئے۔

پریس اور میڈیا میں کوریج

❁ روزنامہ ہند سماچار جالندھر نے اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلسہ سالانہ کے اختتامی خطاب کا خلاصہ درج ذیل عنوان کے تحت شائع کیا: "ہم بھی محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں"۔ "مسلمان ترقی کے لئے خاتم النبیین کے عاشق صادق کو مانیں۔ جماعت احمدیہ پر ختم نبوت سے منکر ہونے کا الزام عائد کرنا سراسر غلط ہے"۔

❁ دو انگریزی اخباروں "The Indian Express" اور "The Tribune" نے بھی اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور کے اختتامی خطاب کے تعلق سے خبریں شائع کیں۔

❁ روزنامہ "امر اجالا۔ جالندھر" نے اپنی اشاعت میں "اکناف عالم میں اسلام پھیلانے کا اعلان کیا خلیفہ نے" کے عنوان کے تحت حضور انور کے جلسہ کے اختتامی خطاب کا خلاصہ شائع کیا اور ساتھ حضور انور کی تصویر بھی شائع کی۔

❁ روزنامہ "دینک جاگرن" نے اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلسہ سالانہ کے اختتامی خطاب کا خلاصہ شائع کیا اور ساتھ تصویر بھی شائع کی۔ عنوان "اکناف عالم میں امن وسلامتی کے لئے آگے آئیں سبھی"۔

❁ روزنامہ "پنجاب کیسری" میں بھی درج ذیل عناوین کے تحت اختتامی اجلاس کی کارروائی شائع ہوئی۔ "جماعت احمدیہ اکناف عالم کی سلامتی کے لئے اچھا کام کر رہی ہے"۔ "احمدیہ جماعت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین بھی مانتی ہے"۔ اس اخبار نے جلسہ کے تین مناظر پر مشتمل تصاویر بھی شائع کیں۔

❁ روزنامہ "اجیت سماچار، جالندھر" اور روزنامہ "پنجابی ٹریبون" نے اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں جلسہ سالانہ کی تصویر کے ساتھ درج ذیل عنوان کے تحت خبر شائع کی: "احمدیہ خلیفہ کی طرف سے مولویوں کو خدا کا خوف کھانے کی تحریک"۔

❁ روزنامہ "اجیت، جالندھر" نے اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں جلسہ سالانہ کے مناظر کی مختلف تصاویر شائع کرتے ہوئے حضور انور کے اختتامی خطاب کا خلاصہ شائع کیا۔

❁ اخبار روزنامہ "دیش سیوک" چنڈی گڑھ نے بھی درج ذیل عنوان کے تحت جلسہ کے اختتامی اجلاس کی خبر شائع کی۔ "چودھواں سالانہ احمدیہ جلسہ نہ بھلائی جانے والی یادوں کو چھوڑتا ہوا ختم"۔

❁ روزنامہ "چڑھدی کلا۔ پٹیالہ"، روزنامہ اسپوکس مین چنڈی گڑھ نے بھی اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں جلسہ کے اختتامی اجلاس اور حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کے بعض حصوں پر مشتمل خبریں اور آرٹیکل شائع کئے۔

اخبارات نے جلسہ کے تینوں دنوں میں جلسہ کے پروگراموں کے بارہ میں بھرپور کوریج دی ہے۔

30 دسمبر 2005ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "مسجد اقصیٰ" میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

خطبہ جمعہ

سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ MTA کے ذریعہ تمام دنیا میں Live نشر ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الزمر کی آیت نمبر 67 کی تلاوت کی اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو دن پہلے ہمارا جلسہ سالانہ قادیان اختتام کو پہنچا تھا۔ اس جلسے کے دوران جو یہاں شامل تھے انہوں نے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے نظارے دیکھے اور اپنے اندر ایک روحانیت اترتی محسوس کی۔ آپ میں سے ہر ایک جو اس جلسے میں شامل ہوا وہ اس بات کا گواہ ہے، کئی لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا۔ کئی نومبائعین اور خواتین نومبائعات سے بھی جن کی ابھی پوری طرح تربیت بھی نہیں ہوئی یہ اظہار ہوئے۔ بعض کے چہروں اور جذبات سے یہ اظہار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور حکم سے جس جلسے کا حضرت مسیح موعودؑ نے آغاز فرمایا تھا آج بھی وہ تائیدات شامل ہونے والوں کے چہروں پر نظر آ رہی ہیں۔

پاکستان کی ایک نومبائع خاتون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جلسہ میں وہ اداس بیٹھی تھیں۔ پوچھنے پر اس خاتون نے بتایا کہ پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوئی ہوں، ماحول ہی کچھ ایسا ہے، اپنے اندر ایک عجیب قسم کی روحانیت محسوس کر رہی ہوں، اب واپس جانا ہے اس لئے اداسی ہے۔ اس طرح کا کوئی ایک دو واقعہ نہیں سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں نئے آنے والوں میں۔

حضور نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کی نعمت سے جو ہمیں نوازا ہے اور جو انعام عطا فرمایا ہے اس کی بدولت دنیا کے کونے کونے میں احمدیوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کے عظیم الشان نظارے دیکھے ہیں۔ دنیا کے کونے کونے سے لوگوں کی فیکسز آ رہی ہیں کہ ہم نے وہاں ایک خاص ماحول دیکھا جس کا دور بیٹھے، ایم ٹی اے کو دیکھ کر، ہم پر بھی خاص اثر ہو رہا تھا۔

حضور نے فرمایا:

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ آسانی سے ایم ٹی اے نے دیکھا اور فائدہ اٹھا لیا۔ لیکن بعض قوانین ہیں۔ یہاں کے قوانین کے مطابق کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہاں سے Live نشریات کے لئے کئی ماہ سے کام شروع ہو چکا تھا۔ قانون کے مطابق کئی محکموں سے اجازت لینی ضروری تھی جو میرے یہاں بھارت پہنچنے کے بعد تک نہیں ملی تھی۔ ہماری انتظامیہ پریشان تھی اور یہی خیال تھا کہ 16 دسمبر کا خطبہ Live نہیں جا سکے گا۔ لیکن جس کمپنی کو استعمال کرنا تھا انہوں نے کہا کہ ہم اپنے نام کے ساتھ بھیج دیتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ کئی چینل اپنے ناموں کے ساتھ پروگرام نشر کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ابھی تک تو ایم ٹی اے کی انفرادیت ہے کہ ایم ٹی اے کے نشان کے ساتھ پروگرام چلتے ہیں لیکن اس صورت میں ایک اور سگنل کے ساتھ ٹی وی چینل کا نام آ جانا تھا۔ بہرحال 14 دسمبر کو خدا نے ایسے حالات بدلے کہ دوپہر کو اجازت نامہ مل گیا اور ایم ٹی اے کی طرف سے 16 دسمبر کا خطبہ Live نشر ہوا اور پھر دوسرے پروگرام نشر ہوئے۔ یہ اس نشان کے پورا ہونے کی دلیل ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ جو کام مہینوں سے نہیں ہو رہا تھا وہ چند منٹوں میں ہو گیا۔ یہ خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت ہے۔ پس ہمیں شکر گزار ہونا چاہئے ان محکموں کا جنہوں نے تعاون کیا۔

حضور انور نے فرمایا:

پھر ایم ٹی اے کا سٹاف جو تقریباً تمام والنٹیئرز ہیں۔ کچھ لندن سے آئے تھے، کچھ یہاں کے تھے، کچھ معاونین پاکستان سے آئے تھے ان سب نے اچھی طرح کام کیا، اپنے اپنے فرائض ادا کئے۔ بہر حال یہ اپنی نوعیت کا ایک خاص چینل ہے جو تقریباً والنٹیئرز سے چلتا ہے۔ اور ایسا چینل ہے جو بغیر اشتہار کے چلتا ہے۔ یہ بات سب کے لئے بڑی عجیب ہوتی ہے کہ کس طرح یہ چینل چل سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا: ایم ٹی اے کے تمام کارکنان جنہوں نے خدمت کی ہے ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ لندن میں بیٹھے ہوئے والنٹیئرز بھی ہیں ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں جو لندن کے ماحول میں پرورش پانے کے بعد اس ماحول کے باوجود خدمت کر رہے ہیں۔ یہ میرے نزدیک اس زمرے میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے عہد کر رکھا ہے کہ ﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ﴾ یعنی ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔

حضور نے فرمایا: اس تاریخی جلسے کو دنیا میں پہنچانے میں معاون ہونے کی حیثیت سے صرف یہاں سامنے نظر آنے والے ایم ٹی اے کے کارکنان ہی نہیں بلکہ پیچھے بیٹھے ہوئے وہ مددگار بھی شکریے اور دعاؤں کے مستحق ہیں جنہوں نے بڑے خوبصورت طریق پر یہ پروگرام ساری دنیا میں پہنچایا اور ہر احمدی نے دیکھا۔ جہاں احمدی ان سارے ظاہری جو سامنے کارکنان تھے ان کے لئے دعائیں کر رہے ہوں یا باقی کارکنان کے لئے دعا کر رہے ہوں وہاں ان کارکنان کو بھی جو ان خدمات پر مامور تھے دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضور نے فرمایا میں یہاں کے کارکنان کو اور دوسرے کارکنان کو بھی یہ کہتا ہوں کہ اس جذبے کو قائم رکھتے ہوئے اور شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح محمدی کے مددگاروں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ خدمت میں بڑھتے جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

اس کے علاوہ بھی ہم نے اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے دیکھے وہ بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنانے والے ہونے چاہئیں۔ عموماً جماعت احمدیہ کا جہاں بھی جلسہ سالانہ ہوتا ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت کے طفیل ہم اللہ تعالیٰ کے فضل بارش کی طرح برستے دیکھتے ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کی طرف توجہ دلا رہے ہوتے ہیں۔ آج دیکھیں اس بستی میں جلسے کی حاضری 70 ہزار افراد کے قریب تھی اور دنیا کے کونے کونے میں قادیان دارالامان کی آواز پہنچ رہی تھی۔ ہمارے سر اس انعام پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جانے چاہئیں۔ ہمارے دل شکر کے جذبات سے لبریز ہونے چاہئیں تا کہ اللہ تعالیٰ مزید اپنے فضلوں کی بارش برسائے اور اپنے مزید انعامات سے ہمیں نوازے۔

حضور نے فرمایا:

حکومت کی انتظامیہ نے بھی ہر معاملے میں بہترین تعاون کیا ہے۔ جلسہ سے پہلے جلسہ کے مدنظر قادیان کی گلیوں اور سڑکوں کو ٹھیک کروایا۔ سیکیورٹی انتظامات ہر طرح سے صحیح ہونے کی طرف توجہ دی۔ اور بڑی بھاری تعداد میں پولیس کی نفری یہاں مہیا کی۔ جلسے کے جماعتی انتظامات کے لئے تو اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جماعت میں تو خود ہی انتظام ہو جاتا ہے۔ یہاں اس قسم کی سیکیورٹی کی ضرورت نہیں ہوتی جس طرح باہر ہوتی ہے۔ لیکن شاید بیرونی خطرے کی وجہ سے بھی انہوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے سیکیورٹی کا انتظام کیا تھا۔ بہر حال ہمیں اس معاملے میں ان کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا:

یہاں جلسہ پر نومبائعین بھی آئے تھے جو تربیت کے بغیر آ گئے تھے۔ میں نومبائعین میں گیا تو ان کی عدم تربیت کی وجہ سے وہاں ہنگامہ ہو گیا۔ بعض ان میں دوسرے بھی شامل ہو گئے جو شاید شرارت کی نیت سے آئے تھے۔ بہر حال ہماری سیکورٹی والوں کو بہت محنت کرنی پڑی۔ جماعت کی روایات سے ہٹ کر بدانتظامی ہوئی۔ ایم ٹی اے والوں نے بھی فوراً دکھا دیا۔ آئندہ انتظامیہ کو اس کا پورا خیال رکھنا چاہئے کہ بغیر پلاننگ کے ایسا کام نہیں ہونا چاہئے جس سے نقصان ہو اور جماعتی روایات کو نقصان ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو کسی قسم کے نقصان سے بچالیا۔

حضور انور نے فرمایا:

اس دفعہ قادیان کے جلسہ پر 70 ہزار کی حاضری تھی جو اب تک قادیان کے جلسوں میں ایک ریکارڈ حاضری ہے۔ سات آٹھ ہزار شاید باہر کے ملکوں سے آئے ہوں گے، باقی تمام یہیں کے تھے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ ہمیں شکر گزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی تعداد میں لوگوں کو یہاں اکٹھا کیا اور بڑے آرام سے ان کے انتظامات کرنے کا موقع بھی مہیا فرمایا، توفیق بھی عطا فرمائی۔ ان سب کی رہائش اور کھانے کا انتظام بھی احسن رنگ میں پورا ہوا۔ تمام کارکنان نے بڑے احسن رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی ڈیوٹیاں دیں اور دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ کارکنان خود بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی کہ کافی بڑے رش کے، جلسے کے دن تھے خیریت سے گزر گئے اور وہ اس قابل رہے کہ آسانی سے ڈیوٹیاں دے سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کر سکیں۔ غرض کہ ہر جگہ، ہر موقع پر ہمیں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کے فضل کے نظارے نظر آتے ہیں اور ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: ہر جگہ خدا کی تائید کے نظارے نظر آ رہے ہیں۔ اللہ کے فضلوں کو شمار کرنا ممکن نہیں لیکن ہم خدا کا شکر گزار بندہ بن سکتے ہیں اور خدا کا شکر گزار بندہ بننے کی کوشش تو کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:

شکر کے جذبات پیدا کریں گے تو خدا کے فضل حاصل کرنے والے ہوں گے اور خدا کے انعامات سے حصہ پا رہے ہوں گے۔ پس شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ تمام نیکیوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں تا کہ آپ کو بھی اور آپ کی نسلوں کو بھی مزید نیکیوں کی توفیق ملتی چلی جائے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کو یہاں یہ باتیں سن کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ پس اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔

حضور نے فرمایا:

پس اس سال کے آخر کو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے تشکر کے جذبات کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے شکر کا دن بنالیں اور آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں۔ نئے سال کا آغاز شکر کے ساتھ ہو۔ خدا کی اُن نعمتوں کا ذکر کر کے جو گزشتہ سال ہوئی ہیں ان کے شکر پر شروع کریں۔

حضور نے فرمایا: احمدیت کی فتح جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ جلد قریب آ جائے۔ پس آگے بڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جھولیاں بھرتے ہوئے شکر گزار بندے بنتے چلے جائیں۔ پس حقوق اللہ ادا کریں اور حقوق العباد بھی اور خدا کے شکر گزار بندے بنتے چلے جائیں۔

حضور کا یہ خطبہ جمعہ دو بج کر پندرہ منٹ تک جاری رہا۔ خطبہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ دارالمسیح تشریف لے آئے۔

چار بجے سہ پہر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق پاکستان اور ہندوستان کے احمدی ڈاکٹرز نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں حضور انور بہشتی مقبرہ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ آج بھی بہشتی مقبرہ جانے والے راستوں پر حضور انور کے دیدار کے لئے احباب مرد و خواتین، بچوں اور بوڑھوں کا ایک جم غفیر تھا جو اپنے پیارے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب تھا۔ ہر طرف پر جوش نعرے بلند ہو رہے تھے۔ قادیان کے گلی کوچے نعروں سے گونج رہے تھے۔ یہ گمنام بستی آج ساری دنیا میں شہرہ آفاق بنی ہوئی تھی۔ دنیا کے کونے کونے میں آباد لوگ اس بستی کے روح پرور نظارے دیکھ رہے تھے کہ کس طرح عشاق اپنے پیارے آقا کے ارد گرد جمع ہیں اور قادیان کی گلیاں نعروں سے گونج رہی ہیں۔

حضور انور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کے سلام اور نعروں کا جواب دیتے رہے۔ بہشتی مقبرہ سے واپسی پر بھی یہی نظارے تھے اور لوگوں کے دلی جذبات کی جو کیفیات تھیں وہ بیان سے باہر ہیں۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے چار بجے فیملی و انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات سات بجے تک جاری رہیں۔ آج ہندوستان اور پاکستان کی مختلف جماعتوں کے علاوہ بنگلہ دیش، غانا، رشیا، نیپال، بھوٹان اور عرب ممالک سے آئے ہوئے وفود نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کے بعد سوا سات بجے حضور انور نے مسجد اقصیٰ تشریف لا کر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

31 دسمبر 2005ء بروز ہفتہ:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "مسجد اقصیٰ" میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق صبح ساڑھے نو بجے فیملی و انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو گیارہ بجے تک جاری رہیں۔ آج شارجہ اور بحرین سے آنے والی فیملیز کے علاوہ ہندوستان کی گیارہ جماعتوں Bhradpur، Calcutta، Jaipur، Jamshedpur، Kanpur، Karita، Kerang، Yaripura، Sunghrah، Payangadi، Nasirabad اور پاکستان کی نو جماعتوں کراچی، فیصل آباد، شاہدرہ، ڈیرہ غازیخان، سرگودھا، لاہور، ربوہ اور چنیوٹ سے آنے والے خاندانوں اور احباب نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ آج مجموعی طور پر 35 فیملیز کے 245 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بنوائیں۔ ان ملاقات کرنے والوں میں ہندوستان سے بعض فیملیز تین تین ہزار کلو میٹر سے زائد کا سفر طے کر کے پہنچی تھیں۔

واقفین نو بچوں کی کلاس

ملاقاتوں کے بعد پروگرام کے مطابق گیارہ بجے مسجد اقصیٰ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفین نو بھارت کی کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم مختار احمد نے کی۔ اس کا اردو ترجمہ عزیزم نعمت اللہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم طاہر احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پیش کی اور عزیزم محمد بدر نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے واقفین نو سے دریافت فرمایا کہ پانچوں نمازیں پابندی کے ساتھ کون کون پڑھتا ہے۔ نیز حضور انور نے روزانہ تلاوت قرآن کریم کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔

اس کے بعد عزیزم وجاہت احمد نے "حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت" کے عنوان پر تقریر کی۔ حضور انور نے ان واقفین نو بچوں کو جن کی عمر 15 سال سے زائد ہے فرمایا کہ وقف نو کا نصاب تو سترہ سال کی عمر میں ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد تفسیر حضرت مسیح موعودؑ اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کا مطالعہ کریں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح کا تعارف کروایا۔

اس کے بعد عزیزم مرشد احمد ڈار نے ترنم کے ساتھ نظم پیش کی۔ بعد ازاں عزیزم نیاز احمد نائک نے "تحریک وقف نو اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر تقریر کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بھارت بہت بڑا ملک ہے۔ اس میں مبلغین کی زیادہ ضرورت ہے۔ آپ نے نئے آنے والوں کی تربیت کرنی ہے اس کے لئے آپ کو پوری طرح تیاری کرنا ہوگی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں سے دریافت فرمایا کہ کتنے واقفین مبلغ بننا چاہتے ہیں۔ اس پر اکثر بچوں نے ہاتھ اٹھائے۔ حضور انور نے ماشاء اللہ کہہ کر اظہار خوشنودی فرمایا۔

پروگرام کے آخر پر "سچائی" کے عنوان پر عزیزم محمد طلحہ نے تقریر کی۔

کلاس کے آخر پر حضور انور نے ان بچوں کو قلم عطا فرمائے جن کو اس سے قبل قلم نہیں ملے تھے۔ واقفین نو بچوں کی یہ کلاس بارہ بجے تک جاری رہی۔

واقفات نو بھارت کی کلاس

اس کے بعد "واقفات نو بھارت" کی کلاس شروع ہوئی۔ عزیزہ ھبۃ الکریم نے تلاوت قرآن کریم کی اور عزیزہ طوبیٰ احمد نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزہ منیرہ مریم نے آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ پیش کی۔ اس کے بعد بچیوں نے کورس کی شکل میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ پیش کیا۔ جس کے بعد "خلافت کی برکات" کے عنوان پر عزیزہ ھبۃ الشکور نے تقریر کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچیوں کو زبانیں سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور نے کیرالہ کی بچیوں کو اردو زبان سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور نے بچیوں سے دریافت فرمایا کہ ڈاکٹر کون بنے گی۔ اس پر چند بچیوں نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔ حضور نے فرمایا: اچھا ہے، نور ہسپتال میں کام آئیں گی۔

اس کے بعد عزیزہ سارہ وقفی نے نظم پڑھی جس پر حضور نے فرمایا کہ جوش سے نظم پڑھنی چاہئے۔ بعد ازاں "اہمیت نماز" پر عزیزہ شاہدہ تسلیم نے تقریر کی۔

حضور نے بچیوں سے دریافت فرمایا کہ روزانہ پانچ نمازیں کون پڑھتا ہے۔ اور روزانہ تلاوت قرآن کریم کے بارہ میں بھی حضور انور نے دریافت فرمایا۔ اور نصیحت فرمائی کہ روزانہ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کیا کریں۔

اس کے بعد واقفات نو کی ایک ٹیم نے ترانہ پیش کیا۔ اور آخر پر عزیزہ فریحہ سعدی نے امداد باہمی کے عنوان پر تقریر کی۔

کلاس کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان بچیوں میں قلم تقسیم فرمائے جن کو اس سے قبل قلم نہیں ملے تھے۔ واقفات نو بھارت کی یہ کلاس کا یہ پروگرام دوپہر ایک بجے تک جاری رہا۔

اس کے بعد سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

باقی صفحہ نمبر (18) پر ملاحظہ فرمائیں

وصایا ::منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر 15840: میں قریشی مظفر احمد خان ولد قریشی حشمت اللہ خان قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۴۹ سال پیدائشی احمدی ساکن چیک ایمرچھ ڈاکخانہ یاری پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر آج مورخہ ۲۰۔۴۔۰۵ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کُل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ چک ایمرچھ میں ایک کنال پانچ مرلہ زمین پر ایک مکان ہے جو میری اہلیہ محترمہ کے ساتھ مشترکہ ہے یعنی نصف حصہ میری ملکیت ہے۔اس مکان معہ زمین کی قیمت اندازاً کل ۶۰۰۰۰۰ روپے ہوگی خسرہ نمبر ۴۲۲ ہے اس مکان کے سلسلہ میں ۳۷۵۰۰۰ روپے میرے ذمہ قرض ہے۔(۲) زمین خشکی زیر درختان سیب نونہال ۶۰ مرلہ ہے یہ زمین بھی اہلیہ کے ساتھ مشترکہ ہے اس زمین کی قیمت اندازاً ۱۵۰۰۰۰ روپے ہوگی (۳) زمین آبی زیر درختان سیب نونہال ۳۰ مرلہ ہے یہ زمین بھی اہلیہ کے ساتھ مشترکہ ہے اس زمین کی قیمت اندازاً ۱۵۰۰۰۰ روپے ہوگی (۴) دو مرلہ زمین پر دوکان وگیراج ہے یہ میری ہے اور اسکی قیمت اندازاً ۷۵۰۰۰ روپے ہوگی نیز ایک ماروتی کار ہے جو میرے زیر استعمال ہے میرا گذارہ آمد ماہانہ ۲۰۰۰۰ روپئے ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت اپریل ۰۵ء سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد — قریشی منور احمد | العبد — قریشی مظفر احمد | گواہ شد — جاوید اقبال چیمہ

وصیت نمبر 15841: میں سید امداد علی ولد سید حسین علی مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ایمرچھ ڈاکخانہ یاری پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر آج مورخہ ۱۸۔۴۔۰۵ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کُل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔والدین وفات پاچکے ہیں آبائی جائیداد کوئی نہیں تھی چھے مرلہ زمین چک ایمرچھ خان پورہ میں خالہ محترمہ نے ہبہ کی تھی اس زمین پر ایک مکان تعمیر کیا ہے اندازاً قیمت ایک لاکھ روپے ہوگی اسکے علاوہ چار مرلہ زمین ساتھ ہی خریدی ہے اندازاً قیمت ۱۰۰۰۰ روپے ہوگی میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ ۳۷۶۸ روپے ہے وقف جدید اندرون میں خدمت کرتا ہوں اسکے علاوہ سالانہ ۱۲۰۰ روپے ہومیو پیتھک پریکٹس سے آمد ہوتی ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت مئی ۰۵ء سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد — جاوید اقبال اختر چیمہ | العبد — سید امداد علی | گواہ شد — راجہ شاہد احمد خان

وصیت نمبر 15842: میں راجہ محمد اقبال خان ولد راجہ عطاء اللہ خان قوم احمدی پیشہ دکانداری عمر ۵۴ سال پیدائشی احمدی ساکن یاری پورہ ڈاکخانہ یاری پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر آج مورخہ ۱۸۔۴۔۰۵ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کُل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ یاری پورہ کشمیر میں ۱۶ مرلہ زمین ہے جسمیں سے چار مرلہ پر ایک مکان تعمیر کیا ہوا ہے۔اس سے ملحق ۲۱ مرلہ زمین مزید ہے جس پر سبزی وغیرہ کاشت ہوتی ہے ساری زمین ۳۷ مرلہ کی قیمت اندازاً ۲۲۲۰۰۰ روپے مکان کی قیمت اندازاً ۷۰۰۰۰۰ میزان ۹۲۲۰۰۰ بینک سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی ہے اور جو واجبات تھے ان سے یہ جائیداد بنائی ہے۔اس کے علاوہ نقد رقم ۳ لاکھ روپے ہے جو حج پر جانے کے لئے رکھے ہیں میرا گذارہ آمد از پنشن ماہانہ ۴۰۰۰ روپئے ہے۔میاں بیوی دونوں نے ایک ماہ قبل ایک دکان شروع کی ہے اس سے جو آمد ہوگی اس پر حصہ آمد ادا کروں گا۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت اپریل ۰۵ء سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد — سید امداد علی | العبد — راجہ محمد اقبال خان | گواہ شد — جاوید اقبال چیمہ

دعائے مغفرت

افسوس میرے والد بزرگوار مکرم محمد احمد غوری صاحب ولد مکرم محمد یوسف غوری صاحب مرحوم عمر تقریباً ۷۰ سال پچھلے ماہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔والد محترم صوم وصلوٰۃ اور چندہ جات کی ادائیگی میں سختی سے پابند ہنس مکھ ملنسار ہر ایک کا درد دکھ بانٹنے والے سابقہ وقتوں میں لمبا عرصہ سیکرٹری مال حیدرآباد کے عہدہ پر فائز رہے اور حسب توفیق بہت لگن محنت سے اس فریضہ کو ادا کیا آپ نے اپنے پیچھے ہماری سوگوار والدہ کے علاوہ دو لڑکے تین لڑکیاں چھوڑی ہیں ایک بھائی کے علاوہ سب شادی شدہ ہیں آپ کی تدفین فتح دروازہ احمدیہ قبرستان میں ہوئی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے آمین۔

(بشریٰ نسرین سابق صدر لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ اہلیہ سیٹھ نثار احمد)

درخواستِ دعا

مکرم خالد احمد صاحب آف جرمنی اپنی اور اہلیہ اور بچگان کی صحت وتندرستی درازی عمر اور کاروبار میں برکت نیز دینی ودنیوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔(مینیجر بدر)

وصیت نمبر 15843: میں سید محمود احمد رضوی ولد سید عبدالماجد صاحب رضوی قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن اننت ناگ ڈاکخانہ اننت ناگ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر آج مورخہ ۱۔۵۔۰۵ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کُل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔نئی بستی اننت ناگ کشمیر میں آبائی مکان پختہ مع زمین ایک کنال دس مرلہ پر ہے۔جو والدہ مکرمہ اور بھائی کے ساتھ مشترکہ ہے اندازاً قیمت ۲۱ لاکھ روپے ہے (۲) قادیان نزد گورونانک اکیڈمی ۵۰ مرلہ زمین ہے یہ زمین مع والدہ اور بھائی کے ساتھ مشترکہ ہے اسکی قیمت اندازاً ۴ لاکھ روپے ہوگی۔زڑی پورہ اننت ناگ میں ساڑھے ۷۴ مرلہ زمین بھی والدہ اور بھائی کے ساتھ مشترکہ ہے اس کی اندازاً قیمت ۳۱۵۰ روپے فی مرلہ کے حساب سے ۲۳۴۶۷۵ روپے ہوگی (۴) ۳۰ مرلہ زمین کھنہ بل میں والدہ اور بھائی کے ساتھ مشترکہ ہے اندازاً قیمت ۱۵۰۰۰۰ روپے ہوگی۔میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ ۸۰۰۰ روپئے ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت اپریل ۰۵ء سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد — سید وسیم احمد سیفی | العبد — سید محمود احمد رضوی | گواہ شد — جاوید اقبال چیمہ

وصیت نمبر 15844: میں سید عبدالشکور ولد سید عبدالمجید قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کوریل ڈاکخانہ آسنور ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر آج مورخہ ۲۵۔۴۔۰۵ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کُل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ ۲۰۰۰ روپئے ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت اپریل ۰۵ء سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد — سید عبدالمجید | العبد — سید عبدالشکور | گواہ شد — جاوید اقبال چیمہ

Syed Bashir Ahmed
Proprietor

ALIAA EARTH MOVERS
(Earth Moving Contractor)
Available :
Tata Hitachi, Ex200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2378266 (R), (M) 9437078266, 9437276659, 9337271174, 9437378063

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز - کشمیر جیولرز
الیس اللہ بکاف عبدہ
Mfrs & Suppliers of :
Gold and Diamond Jewellery
Lucky Stones are Available here
Shivala Chowk Qadian (India)
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Ph. (S) 01872-221672 (R) 220260
(M) 98147-58900
E-mail: Kashmirsons@yahoo.co.in

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
الیس اللہ بکاف عبدہ
احباب کرام کیلئے مبارک تحفہ
الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

نائجیریا میں مشتعل عیسائیوں نے مسلمانوں کی لاشوں کو جلانا شروع کردیا

تین دن کے فساد میں ہلاک ہونے والے مسلمانوں کی تعداد 138 ہوگئی۔ کئی مساجد کو بھی شہید کیا گیا

نائجیریا کے شہر اونیشیا میں گزشتہ دنوں عیسائی نوجوانوں نے مسلمانوں کی لاشوں کو آگ لگا کر جلانا شروع کردیا، مسلم کش فسادات میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد 138 ہوگئی ہے۔ فسادات اس وقت انتہا کو پہنچ گئے جب شمالی نائجیریا میں مسلمانوں کے ہاتھوں مرنے والے عیسائیوں کی ہلاکت کا بدلہ لینے کیلئے جنوبی نائجیریا میں عیسائیوں نے مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے صرف اونیشیا میں ۸۵ مسلمانوں کو مار ڈالا گیا۔ لاگوس کی سول لیبارٹریز درگنائزیشن کے مقامی سربراہ ایمیکا اودیع نے کہا " منگل کے روز ہم نے ۲۰ لاشیں گنیں جبکہ بدھ کے روز مزید ۴۰ لاشیں آئیں۔ انہوں نے کہا کہ تقریباً سبھی لاشیں مسلمانوں کی تھیں۔ ابتک متعدد افراد کی لاشیں گلیوں میں پڑی ہیں، ہزاروں مسلمانوں نے فوجی بیرکوں میں پناہ لی ہوئی ہے اور سیکڑوں شہر چھوڑ کر جاچکے ہیں۔ کرسچن ایسوسی ایشن آف نائجیریا کا کہنا ہے کہ گزشتہ ہفتے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد شمالی علاقے میں مسلمانوں کے احتجاج کے دوران 50 عیسائیوں کو ہلاک کیا گیا تھا۔ ان ہنگاموں میں کم از کم ایک درجن گرجا گھروں 50 رہائشی مکانوں 200 دکانوں اور 100 گاڑیوں کو آگ لگادی گئی۔ ریڈ کراس کے نمائندے نے بتایا کہ شمالی نائجیریا کے شہر میڈگری میں مرنے والے عیسائیوں کی کم از کم تعداد ۲۱ تھی اور اس کے بعد ادلے کا بدلہ کی صورت میں جنوبی نائجیریا میں فسادات پھوٹ پڑے یاد رہے کہ پہلے بھی کئی بار نائجیریا میں مذہبی اور نسلی بنیادوں پر فسادات میں سینکڑوں افراد ہلاک ہوچکے ہیں۔ عیسائیوں کے مشتعل ہجوم نے تلواروں چاقوؤں اور دیگر تیز ہتھیاروں سے مسلمانوں کو قتل کیا۔ بعض مقامات پر بندوقوں کا استعمال کیا گیا ہے۔ دونوں طرف شدید نفرت پائی جاتی ہے۔ ایک عیسائی ٹیکسی ڈرائیور نے مسلمانوں کی ہلاکت اور ان کی لاشوں کو جلانے کے واقعات پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا " ہمیں خوشی ہے کہ یہ واقعات ہوئے۔ کم از کم شمال کے لوگوں کو سبق تو سکھانا ہی چاہئے تھا"۔ اطلاع میں بتایا گیا کہ درجنوں لاشوں کو جلا کر سڑکوں پر یونہی چھوڑ دیا گیا ہے۔ عینی شاہدوں نے بتایا سیکورٹی اہلکاروں نے کئی درجن لاشوں کو ٹرک پر لاد کر لے گئے۔ اونیشا میں قتل عام کے بعد قبرستان کی سی خاموشی طاری ہے۔ نائجیریا کی آبادی 13 کروڑ 30 لاکھ ہے جس میں 55 فیصد مسلمان 40 فیصد عیسائی اور 5 فیصد آبادی دہریہ ہے۔

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کیخلاف لاہور میں زبردست مظاہرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی مذموم حرکت کرتے ہوئے مغربی ممالک میں شائع کئے گئے بدنام زمانہ کارٹون کے خلاف مظاہروں پر پاکستان میں پابندی عائد کئے جانے کے باوجود احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ اور اتوار کو ایک ایسے ہی مظاہرے کو منتشر کرنے کے لئے پولیس نے یہاں آنسو گیس کا استعمال کیا۔ حکومت نے غیر معمولی حفاظتی انتظامات کر کے قومی مجلس مشاورت کی اپیل پر توہین آمیز خاکوں کے خلاف لاہور میں ریلی نہیں ہونے دی اور ایم ایم اے کے مرکزی صدر قاضی حسین احمد سمیت ۱۰۰ سے زائد افراد کو حراست میں لے لیا جن لوگوں کو حراست میں لیا گیا ان میں پاکستان کے سابق کرکٹ کپتان اور تحریک انصاف پارٹی کے لیڈر عمران خان بھی شامل تھے۔ ریلی شہر کے ناصر باغ علاقے سے اسمبلی تک جانی تھی لیکن پولیس اور رینجرز نے صبح سے مال روڈ کی طرف جانے والے تمام راستے بند کردیئے تھے اور ناصر باغ کو مکمل طور پر سیل کر دیا تھا۔ پولیس نے مال روڈ پر پہنچنے کی کوشش کرنے والے ایم ایم اے اور مسلم لیگ (ن) کے سو سے زائد کارکنوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ اس کے علاوہ مظاہرہ کرنے والے مزید 70 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ ایم ایم اے کے صدر قاضی حسین احمد کو پولیس نے منصورہ سے نکلتے ہی گرفتار کرلیا اور نامعلوم مقام پر منتقل کردیا۔ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے ساتھیوں کے ساتھ مال روڈ پر پہنچنے کی کوشش کی تاہم انہیں ایم اد کالج کے قریب پولیس نے حراست میں لے لیا اور کچھ دیر بعد چھوڑ دیا۔ متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل فضل الرحمٰن کا لاہور میں داخلہ ممنوع قرار دیا گیا حکام نے ممنوعہ تنظیم لشکر طیبہ کے بانی حافظ محمد سعید کو بھی ایک ہفتہ میں دوسری بار لاہور میں ان کے گھر سے گرفتار کرلیا۔ عینی شاہدین نے کہا کہ لاہور کی سڑکوں پر بڑی تعداد میں نیم فوجی دستے تعینات تھے اور جماعت اسلامی کے دفتر کی طرف جانے والی تمام سڑکوں کی ناکہ بندی کردی گئی تھی عینی شاہدین کے مطابق پولیس نے جماعت اسلامی کے طلبا کے بازو کے نوجوانوں پر مشتمل ایک احتجاجی مظاہرہ میں شامل لوگوں کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس کے گولے چھوڑے۔ یہ لوگ امریکہ مردہ آباد ڈنمارک مردہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔

عراق میں چند روز کے اندر ایک دوسرے روضے پر حملہ

عراق میں چند روز کے اندر ایک دوسرے روضے پر حملہ کیا گیا ہے جبکہ مختلف بم دھماکوں میں دو امریکی فوجی سمیت کم از کم ۶ افراد ہلاک ہو گئے۔ ایک دھماکہ بغداد میں ہوا اور دوسرا شہر حلہ میں ہوا۔ اس بار نشانہ ملک کے جنوبی شہر بصرہ میں روضہ الامیر تھا۔ بم روضے کے بیت الخلاء میں رکھا گیا تھا جس سے زیادہ مالی یا جانی نقصان نہیں ہوا۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق اس حملے میں دو افراد زخمی ہوئے ہیں۔ عراق میں تشدد کے نتیجہ میں بغداد کے جنوب میں ایک بس سٹاپ پر دھماکے میں کئی لوگ ہلاک ہوئے۔ دریں اثناء ملک کے سیاستدان فرقہ وارانہ کشیدگی کو کم کرنے اور نئی حکومت کے قیام کے لئے اتفاق رائے پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سامرا میں روضہ عسکری پر حملے کے بعد ملک میں فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو گئے جن میں ۲۰۰ سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے تھے۔ ایک اعلیٰ سنی سیاستدان نے بتایا کہ سنی اور شیعہ رہنماؤں نے کشیدگی کم کرنے کیلئے ایک منصوبہ تیار کیا ہے۔ عراق میں عراقی فرنٹ فار نیشنل ڈائیلاگ کے سربراہ نے کہا کہ نئے منصوبے کے تحت وزارت داخلہ کی شیعہ اکثریت والی پولیس اور دیگر دستوں کو حساس سنی علاقوں سے ہٹا لیا جائے گا اور ان کی جگہ عراقی اور بین الاقوامی فوج تعینات کی جائے گی بغداد میں لوگ پرامید ہیں کہ سیاستدان تشدد کو روک کر ایک مخلوط حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

عراقی سنی جماعت کے ایک گروپ نے کہا کہ وزیر اعظم ابراہیم جعفری کے ذریعہ اقلیتوں کے مذہبی مقامات کی حفاظت کا وعدہ کرنے کے بعد وہ قومی حکومت کے قیام کے مسئلہ پر حکمران محاذ سے پھر سے بات چیت کرنے کیلئے تیار ہیں۔ سنی اکثریتی گروپ دی عراق ایکاڈینس فرنٹ نے کہا کہ اگر ان کے مطالبات تسلیم کر لئے جاتے ہیں تو ان کا گروپ سرکار کے ساتھ بات چیت کا بائیکاٹ ختم کرنے کیلئے تیار ہے۔

بقیہ صفحہ (16)

العزیز نے مسجد اقصیٰ تشریف لا کر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

ساڑھے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد اقصیٰ تشریف لائے جہاں پروگرام کے مطابق نائب ناظران صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان، نائب وکلاء تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ اور افسران صیغہ جات اور مختلف شعبوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

بہشتی مقبرہ میں دعا

تصاویر کے پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور انور کی آمد سے قبل ہی راستہ کے دونوں اطراف اپنے پیارے آقا کا دیدار کرنے والے ہزاروں کی تعداد میں پہلے سے ہی منتظر تھے۔ جونہی حضور انور دار المسیح کے مین گیٹ سے باہر تشریف لائے احباب نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ جب حضور انور احباب کے ہجوم کے درمیان چلتے ہوئے بہشتی مقبرہ تک پہنچتے ہیں تو سارے راستہ میں قادیان کی فضا نعروں سے گونجتی رہتی ہے۔ قدم قدم پر نعرہ تکبیر، مرزا غلام احمد کی جے، خلافت احمدیہ زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔

قادیان کے یہی گلی کوچے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدم چومے تھے آج یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان گلی کوچوں میں ہر اس جگہ نعرے بلند ہو رہے ہیں جہاں مسیح پاک کے قدم پڑے تھے۔ حضور انور کے ان گلی کوچوں میں چلتے ہوئے کوئی لمحہ اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں سے نعرے بلند نہ ہو رہے ہوں۔

فیملی و انفرادی ملاقاتیں

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی و انفرادی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا جو شام سات بجے تک جاری رہا۔

آج ملاقات کرنے والوں میں سری لنکا، ملائشیا، رشیا، سنگاپور، برما، کینیا، بنگلہ دیش، پاکستان، متحدہ عرب امارات اور ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے آنے والی فیملیز شامل تھیں۔ ہندوستان کے صوبوں اڑیسہ اور کرناٹک سے آنے والے خاندان دو ہزار کلومیٹر سے زائد کا سفر طے کر کے پہنچے تھے جبکہ صوبہ کیرالہ اور تامل ناڈو سے آنے والے خاندان تین ہزار کلومیٹر کا سفر چار دن میں طے کر کے پہنچے تھے۔ اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے یہ لوگ بڑے تکلیف دہ سفر طے کر کے قادیان پہنچے ہیں اور پھر اتنا ہی لمبا سفر طے کر کے انہوں نے واپس بھی جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے عزم میں برکت ڈالے اور نیک جذبات قبول فرمائے۔

آج مذکورہ بالا ممالک سے آنے والی فیملیز کے علاوہ ہندوستان کی دس جماعتوں Kochine، Yadgeer، Rajori، Sirinagar، Kerang، Pankal، Kalaban، Puri، Chanai اور Himaliha اور پاکستان کی چودہ جماعتوں کراچی، لاہور، ربوہ، گوجرانوالہ، منڈی بہاؤالدین، فیصل آباد، سرگودھا، حیدرآباد، ملتان، ہری پور ہزارہ، سمندری، شیخوپورہ اور سندھ سے آنے والے خاندانوں نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اس طرح مجموعی طور پر 161 فیملیز کے 1688 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بھی بنوائیں۔

ملاقاتوں کے بعد آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ تشریف لا کر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسعد | شہروز | مسرور

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS

PHONE : CITY SHOWROOM : 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE : 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE : 2236-2096, 2237-8749, FAX : 91-33-2234-7577

بقیہ صفحہ (2)

واقفین کو پیارے امام کی دُعاؤں کا وارث بنائے اور کما حقہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جماعتی انتظامیہ کے ساتھ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی میٹنگز میں مختلف شعبوں سے متعلق جو امور تھے وہ تو زیر بحث آئے ہی لیکن بنیادی طور پر دو باتیں خاص طور پر دیکھنے کو ملیں ایک تو حضور ہر بات کا اس کی جزئیات سمیت نہایت گہرائی سے جائزہ لیتے ہیں اور ایک ایک بات کے متعلق اچھی طرح معلوم کر لینا چاہتے ہیں کہ آیا وہ بات متعلقہ شخص کو سمجھ آئی یا نہیں اور دوسرے خاص بات یہ بھی دیکھنے کو ملی کہ حضور انور کا رجحان ہمیشہ اس بات کی طرف نظر آیا کہ کارکنان سلسلہ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ سلسلہ کے امور میں بچت کے پہلو کو مدنظر رکھیں یعنی یہ بھی خیال رہے کہ ضروری اُمور سرانجام بھی پا جائیں اور دوسری طرف اموال کا ضیاع بھی نہ ہو۔ اس طرح آپ بنیادی طور پر سلسلہ کے کارکنان اور واقفین زندگی کو جو نصیحت فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر کارکن خود کو تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر قائم کرے اور اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی تعلق پیدا کرنے والا بن جائے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضور انور جماعتی انتظامیہ کے تمام امور میں نہایت گہرائی سے جائزہ لیتے ہیں چنئی کے ایک مہمان مکرم خضر محی الدین صاحب نے خاکسار کو جلسہ کے دنوں میں غالباً مجلس شوریٰ کے روز ایک خواب سنائی۔ اُنہوں نے بتایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان میں ہیں اور ایک لینس کے ذریعہ چیزوں کو نہایت غور سے دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے جب خاکسار کو یہ خواب سنائی تو اس سے خاکسار نے یہی سمجھا کہ حضور قادیان کے تمام اُمور کا نہایت غور سے جائزہ لیں گے اور ہوا بھی یہی!

قادیان دارالامان میں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو تاریخی عمارتوں کا افتتاح بھی فرمایا۔ پہلی عمارت تو نور ہسپتال ہے یہ ہسپتال نہایت عالیشان ہے جس کا سنگ بنیاد 1998 میں رکھا گیا تھا اور جس کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12 جنوری کو فرمایا اس ہسپتال کی تعمیر شدہ عمارت کا رقبہ پچاس ہزار مربع فٹ ہے جس میں دوصد بیڈز کی گنجائش ہے اس کے علاوہ ڈاکٹرز کے لئے چار فلیٹ اور غیر ملکی ڈاکٹروں کیلئے جو وقف عارضی کے تحت یہاں آئیں گے کے لئے بھی رہائش کا انتظام موجود ہے۔ علاقہ میں اس وقت یہ سب سے بڑا ہسپتال ہے۔ اس کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نہایت عالیشان عمارت سرائے طاہر کا بھی افتتاح فرمایا یہ عمارت امریکہ کے ایک نہایت مخلص احمدی ڈاکٹر محترم حمید الرحمٰن صاحب نے اپنے خرچ پر تعمیر کروائی ہے قبل ازیں اس کا سنگ بنیاد 21 ستمبر 2001ء کو محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے اپنے دست مبارک سے رکھا تھا۔ یہ عمارت قادیان میں محلہ دارالانوار میں مسجد دارالانوار کے مشرقی جانب ہے جس کا کل تعمیر شدہ رقبہ 83000 مربع فٹ ہے جس پر ساڑھے چار کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے اس عمارت میں 50 کمروں کے علاوہ دو بڑے بڑے ہال ہیں جن میں دو ہزار افراد کا اجتماع ہو سکتا ہے جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ عمارت اب جامعہ احمدیہ قادیان کو دیئے جانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ یہ ہر دو عمارتیں محترم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ لندن کی زیر نگرانی تعمیر ہوئی ہیں فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ ماریشس کے تعمیر ہونے والے گیسٹ ہاؤس سرائے عبیداللہ کا بھی دُعا سے افتتاح فرمایا

(باقی) (منیر احمد خادم)

بقیہ صفحہ (2)

کو لے سکتے ہیں جو جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اُڑانے ان کا استخفاف کرنے اور توہین کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے چنانچہ گزشتہ دنوں دیوبند کے ایک کتابچہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کی اس طرح توہین کی گئی تھی کہ حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک کو سانپ کے پھن کی طرح بنا کر نیچے لہراتا ہوا سانپ دکھایا گیا تھا جبکہ ان کا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام میں فوٹو بنانا منع ہے پھر مخالفت میں اندھے ہو کر وہ یہ حرامکاری کے کام کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ احمدی ایک خاص مقام رکھتے ہیں ان کی خاص روایات ہیں جن پر وہ پابند ہیں لہٰذا وہ ان کے دیوبندی بزرگوں قاسمیوں اور ندویوں وغیرہ کی فوٹو نہیں بنا سکیں گے اور ہم جو چاہیں کرتے پھریں۔ گزشتہ دنوں میں ایک نہایت کمینے دشمن محمد طاہر رازق کا ایک مضمون پڑھنے کا موقع ملا جس نے ”مرزا قادیانی کی ایکسرے رپورٹ“ کے زیر عنوان حضور علیہ السلام کے تمام جسمانی اعضاء کو الگ الگ پیش کر کے ان کی ہنسی اُڑائی۔ پس جو دوسروں کے قابل احترام بزرگوں کی توہین کرتے ہیں وہ تو خود کٹہرے میں کھڑے ہیں البتہ احمدی ہی ہیں جو ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی کے بزرگ کی توہین نہیں کرتے۔ پس مسلمانوں کو بھی اپنے رویے پر غور کرنا چاہئے ایک تو آپسی فرقہ بندی کو ختم کر کے آپس میں ایک دوسرے کی عزت کرنا سیکھنا ہوگا دوسرے بلاوجہ کی تخریب کاری اور تشدد اور بغیر ہوش کے جوش کو خیر باد کہنا ہوگا اور اسلام کے سکھائے ہوئے اصولوں پر چل کر روحانیت میں ترقی کرنا ہوگی تب جا کر وہ ان اسلام دشمن طاقتوں کا مقابلہ کر سکیں گے لیکن ایسا کرنا ان لوگوں کیلئے تب تک ممکن نہیں جب تک وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مامور کی آواز پر کان نہیں دھرتے آئندہ گفتگو میں انشاء اللہ ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں توہین رسالت کی سزا پر کچھ عرض کریں گے۔ (باقی) منیر احمد خادم

دُعائے مغفرت

خاکسار کے بھائی محمد اختر الحق صاحب 05-11-5 رات ایک بجے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے درجات بلند ہونے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (محمد نعیم الحق جماعت احمدیہ پنکال اڑیسہ)

گذشتہ دنوں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ہونے والی نازیبا حرکت پر ہر قلب مسلم تکلیف میں ہے اس پر اہل مغرب کے رویوں کے متعلق خاکسار نے جو اشعار کہے ہیں وہ ارسال خدمت ہیں۔

اے اہل مغرب! سنو خدارا

نہ اپنی حد سے بڑھو خدارا
نہ بوجہل تم بنو خدارا
نبیؐ کی ہتک نہیں گوارا
کیئے کی توبہ کرو خدا سے
اے اہل مغرب ڈرو خدا سے

بہت بری ہے جو کی جسارت
مٹا دو دل سے ہر اک عداوت
خدا وگرنہ کرے گا غارت
نہ کرنا توہین پھر دوبارہ
کیئے کی توبہ کرو خدا سے
اے اہل مغرب ڈرو خدا سے

جلیل بھی ہے جبار بھی ہے
قدیر بھی ہے قہار بھی ہے
وہ ذات میں اپنی ضار بھی ہے
وہ توڑ دے گا یہ زعم سارا
کیئے کی توبہ کرو خدا سے
اے اہل مغرب ڈرو خدا سے

اے حبّ احمد کے دعویدارو!

تم عینکِ جہل تو اُتارو
وجود سارا ہے نُور جس کا
ہے قلب صافی ہی طور جس کا
خدا کا آنا ظہور جس کا
یہ نار بو لہبی کہاں سے
یہ بوئے بوجہلی کہاں سے
اے حبّ احمد کے دعویدارو

حرا میں جس نے شمع جلائی
تو روشنی شش جہت پہ چھائی
یہ کائنات اس سے جگمگائی
سیاہیوں کا دخان کیسا
یہ نفرتوں کا طوفان کیسا
اے حبّ احمد کے دعویدارو

وہ رحمتوں کا انعام لایا
محبتوں کا پیام لایا
سلامتی کا نظام لایا
یہ توڑا پھوڑی کا کام کیسا
یہ لوٹ ماری نظام کیسا
اے حب احمد کے دعویدارو

رحیم بھی ہے بشیر ہے وہ
محبتوں کا سفیر ہے وہ
سراج و بدرِ منیر ہے وہ
خدارا اس پہ نہ گرد ڈالو
اے حب احمد کے دعویدارو
درود اُس پر سلام اُس پر

مبارک احمد ظفر لندن

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ
کاشف جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649
گولبازار ربوہ
047-6215747

2 and 3 Bed Rooms Flat
Independant House
All Facilities Availables
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah
Flat Available
Contact: Deco Builders
Bharath Mosaic Tiles
Shop No, 16, EMR Complex,
Opp. Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad -76, (A.P.) INDIA
Ph. 040-27172202, 0924618281, 098491-28919

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

Postal Reg. No. L/P/GDP-1 DEC 2006

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax : (0091) 1872-220757
Tel. Fax : (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 250/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S.

Vol. 55 | Tuesday | 2-9 March | Issue 9 10

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاریخی دورۂ بھارت کی مختصر جھلکیاں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں جماعت احمدیہ بھارت کی 17 ویں مجلس شوریٰ کا انعقاد اور ممبران شوریٰ سے حضور انور کا خطاب

ہم یہاں خدا تعالیٰ کی خاطر اکٹھے ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا مقصد خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانا ہے۔

انفرادی ملاقاتیں، سرائے عبید اللہ کا معائنہ اور افتتاح، اعلانات نکاح، خطبہ جمعہ، ممبران شوریٰ کو نہایت اہم نصائح۔ پریس میں دورہ کی بھرپور کوریج

(قادیان دارالامان میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

29 دسمبر 2005ء بروز جمعرات:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "مسجد اقصیٰ" میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

جماعت احمدیہ بھارت کی 70 ویں مجلس شوریٰ کا انعقاد

آج پروگرام کے مطابق جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی 70 ویں مجلس شوریٰ کا انعقاد تھا۔ مسجد اقصیٰ اور اس کے صحن میں شوریٰ کا یہ اجلاس اور جملہ کارروائی امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں ہوئی۔ مجلس شوریٰ کے پہلے اجلاس کا آغاز دس بجے صبح ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے افتتاحی خطاب میں مجلس شوریٰ کے ممبران کو خطاب فرمایا اور انہیں زرّیں ہدایات سے نوازا اور ان کی رہنمائی فرمائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ ہدایات تمام ممالک کی مجالس شوریٰ اور نمائندگان شوریٰ کے لئے مشعل راہ ہیں۔

ممبران شوریٰ سے حضور انور کا افتتاحی خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا:

آج آپ لوگ جماعت احمدیہ بھارت کی مجلس شوریٰ منعقد کر رہے ہیں۔ آپ میں سے بہت سارے ممبران کافی تعداد میں ایسے بھی ہوں گے جو شوریٰ اٹینڈ کرتے رہے ہیں لیکن شاید کچھ ایسے بھی ہوں جو بالکل نئے آئے ہوئے ہیں۔

حضور نے فرمایا: بعض دفعہ شوریٰ میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پرانے ممبران بھی جب بحث شروع ہوتی ہے تو بلاوجہ اپنی رائے دینے پر زور دیتے ہیں اور بحث برائے بحث شروع ہو جاتی ہے۔ حالانکہ وہی بات ان سے پہلے آئے ہوئے ایک شخص نے کر دی ہوتی ہے جس کو دوبارہ دہرایا جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمارا شوریٰ کا جو نظام ہے وہ ایسا ہے اور ایسا ہونا چاہئے کہ جس میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ذہن میں رکھا جائے کہ ہم یہاں جو اکٹھے ہوئے ہیں اور ہمیں رائے دینے کے لئے بلایا گیا ہے، خدا تعالیٰ کے حکم سے بلایا گیا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہم اکٹھے ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا مقصد خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانا ہے اور اس کی خاطر ہم نے منصوبہ بندی کرنی ہے اور کرتے ہیں۔ تو جو رائے دینی ہے وہ نہایت ایماندارانہ طور پر اور سوچ سمجھ کر دلائل کے ساتھ دی جائے اور اگر سمجھیں کہ یہ بات میرے سے پہلے کسی رائے دینے والے نے دے دی ہے، کسی ممبر نے دے دی ہے تو پھر کھڑے ہو کر صاف کہہ دیں کہ ٹھیک ہے میں نے بحث کے لئے نام لکھوایا ہوا تھا لیکن چونکہ اس بارہ میں رائے کا اظہار ہو چکا ہے اس لئے میں اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ اس طرح بلاوجہ شوریٰ کے وقت ضائع نہیں ہوتا اور وہی وقت کسی بہتر کام میں استعمال ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:

شوریٰ کا نظام ہمارا کوئی پارلیمنٹ کا نظام اس لحاظ سے نہیں ہے کہ ایک ہم نے رائے دے دی، اُس پر ووٹنگ ہو گئی اور کسی رائے کے حق میں زیادہ ووٹ ہوں تو ضروری ہے کہ وہ قابل قبول بھی ہو۔ ہماری شوریٰ فیصلہ کرنے والی شوریٰ نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مشورہ ہے جو آپ خلیفۂ وقت کو پیش کر رہے ہیں۔ اس لئے ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنی رائے دیں اور بحث کرتے ہوئے یاد رکھیں کہ ضرور اپنی بات منوانے کے لئے بات نہیں کرنی بلکہ دلیل سے بات کرنی ہے۔ تا کہ اگر میری رائے میں کوئی وزن ہو تو دوسرے اس کے حق میں اپنی رائے استعمال کر سکیں۔

حضور انور نے فرمایا:

بعض رائے دینے والے ایسے بھی آتے ہیں۔ بعض تو مقررین ہوتے ہیں جو تقریر زیادہ کرتے ہیں رائے اس میں کم ہوتی ہے۔ تو اس سے بھی بچنے کی کوشش کریں کہ تقریر نہ ہو بلکہ مختصر الفاظ میں ٹھوس دلیل کے ساتھ جو آپ مشورہ دینا چاہتے ہیں وہ دیں۔ اور اگر اس سے پہلے کوئی مقرر اپنی رائے اور مشورے کے حق میں دلیل کے ساتھ بات کر چکا ہے تو پھر جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے بلاوجہ کج بحثی میں نہیں پڑنا چاہئے۔ دوسرے کی رائے کو بھی اہمیت دینی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: شوریٰ کا ایک وقار ہے اس کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ پھر ہر رائے دہندہ جو ہے رائے دینے سے پہلے ضروری ہے کہ وہ دعا کر کے یہاں آئے۔ یہاں بیٹھے ہوئے آپ لوگ بات سننے کے ساتھ ساتھ، شوریٰ کی کارروائی سننے کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی مانگتے رہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی خاطر جو ہم کام کر رہے ہیں اس بارہ میں بہتر مشورہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا:

ہمارے وسائل جیسا کہ ہمیں پتہ ہے، ہر ایک کو پتہ ہے، بڑے محدود وسائل ہیں اور انہی محدود وسائل سے ہم نے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے اور اس کے حکم سے ہی بہت بڑے کام کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ تو ہمیشہ یہ ذہن میں رکھیں کہ جو منصوبہ بندی ہم نے کرنی ہے اس کے اس پہلو پر بھی نظر رکھی جائے کہ کس طرح کم سے کم وسائل سے ہم زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکتے ہیں، زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:

بعض جگہ بے جا خرچ کئے جاتے ہیں۔ اس خرچ کو کس طرح کنٹرول کیا جا سکتا ہے یا کسی خرچ کو کس طرح کم کر کے کسی اور طریقہ سے وہی کام کیا جا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:

بعض ایسے لوگ ہیں جو مختلف پیشوں میں ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ ہم جہاں کام کر رہے ہیں یا جو دنیا کے نظریات ہیں اس کے مطابق فلاں کام کے لئے اتنا خرچ چاہئے اور یہ یہ طریقہ چاہئے کام کرنے کا، جس میں بہت سارا خرچ Involve ہوتا ہے، ہمیں بھی اس طرح ہی کرنا چاہئے۔ حالانکہ ہمارے بہت سارے ایسے کام ہیں جو اگر ہم چاہیں تو بہتر پلاننگ کر کے کم خرچ میں کر سکتے ہیں۔ والنٹیئر مہیا ہو جاتے ہیں اس کے لئے اور بعض دفعہ تھوڑی سی محنت کر کے متبادل اس کے انتظامات ایسے ہو جاتے ہیں جس سے کم خرچ سے گزارا ہو سکے۔ تو اس بارہ میں بھی ہمیشہ سوچ کے رائے دینی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا ہمارا مقصد تو اللہ تعالیٰ کی خاطر یہاں اکٹھے ہو کر ایک منصوبہ بندی کرنا ہے تا کہ اس کے حکموں کے مطابق عمل کیا جا سکے۔ اور وہ مقصد حاصل کرنا یہ ہے کہ سب سے بڑا مقصد دنیا کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا، اسلام کا پیغام پہنچانا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے آگاہ کرنا اور دنیا کو یہ بتانا ہے کہ آج اگر ہم دنیا میں امن چاہتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قریب آنے کی ہمیں کوشش کرنا چاہئے۔ اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تو اس مقصد کے لئے ہم یہاں بیٹھ کر ایک منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا:

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہمارے وسائل کم ہیں۔ لیکن ان وسائل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے جو منصوبہ بندی ہم نے کرنی ہے اس لحاظ سے رائے دیا کریں اور یہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آپ رائے دے رہے ہیں خلیفۂ وقت کو، کہ یہ ہماری رائے ہے۔ اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ اکثریت کی رائے جو ہے وہ بھی یا بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ پورے کا پورا ایوان جو ہے شوریٰ کا اس کی بھی ایک رائے ہوتی ہے لیکن دونوں صورتوں میں خلیفۂ وقت کو یہ اختیار ہے کہ آپ کی رائے کو ردّ کر دے۔ آپ کے مشورہ کو ردّ کر دے۔ کیونکہ یہ مشورہ ہے، فیصلہ نہیں ہے۔ تو اس لحاظ سے بھی نئے آنے والوں کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ شوریٰ کا مقصد مشورہ دینا ہے اور سب سے ضروری بات اس میں یہی ہے کہ ہمیں خود جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا دعاؤں میں وقت گزارنا چاہئے۔ اپنی اصلاح بھی کرنی چاہئے، اپنے نمونے بھی قائم کرنے چاہئیں۔

حضور نے فرمایا: آپ شوریٰ کے نمائندے ہیں جماعت کی طرف سے۔ جماعت نے منتخب کر کے آپ کو بھجوایا ہے۔ شوریٰ کے ممبر کی حیثیت سے آپ کا یہ عہدہ پورے ایک سال کے لئے ہے۔ اس لئے جو بھی فیصلے آپ شوریٰ میں کرتے ہیں ان کو آپ نے جماعتوں میں رائج بھی کرنا ہے۔ لاگو بھی کروانا ہے۔ لیکن خود نہیں بلکہ جو بھی جماعتی نظام ہے اس کے تحت یہ کام کرنا ہے۔ امیر جماعت ہے یا صدر جماعت ہے یا دوسری انتظامیہ ہے اس کو بتاتے رہنا ہے کہ شوریٰ میں یہ فیصلے ہوئے تھے اور اس کے مطابق اس طرح کارروائی ہونی چاہئے۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں